Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57 * Regd No. P/G.D.P-3 * Phone No. : 35

شمارہ (11)

مَیں اخلاقی و اعتقادی اور ایمانی کمزوریوں کی اصلاح کیلئے دُنیا میں بھیجا گیا ہُوں

کلماتِ طیبات سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"مَیں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہُوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہُوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے مَیں مسیح موعود کہلاتا ہُوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دُنیا میں پھیلاؤں۔ مَیں اس بات کا مخالف ہُوں کہ دین کے لئے تلوار اُٹھائی جائے۔ اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بُلاؤں۔ مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔ اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصُول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہُوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دُنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچّا خُدا**۔ اور اُس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اُس کو پہچاننا۔ اور سچّا ایمان اُس پر لانا اور سچّی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچّی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھُوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ اُن کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر اُن کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۱ و ۳)

ادارۂ تحریر
ایڈیٹر: خورشید احمد انور
نائبین
جاوید اقبال اختر ـــــ محمد انعام غوری

حکیم صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان

مسیح موعودؑ نمبر

بابت

۱۳ر امان ۱۳۵۹ ہش
بمطابق
۲۵ر ربیع الثانی ۱۴۰۰ ہجری
۱۳ر مارچ ۱۹۸۰ء

جلد : ۲۹
شمارہ : ۱۱

زرِ اشتراک

سالانہ ——— ۱۵ روپے
ششماہی ——— ۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۳۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳۰ پیسے

إداريّة

آفتابِ حق وصداقت کا طلوع — اور — ہماری عظیم ذمہ داریاں

عہد و پیمان کا ایفاء اور اپنے وعدہ و اقرار کا پاس ولحاظ یوں تو دُنیا کے ہر مہذب معاشرے اور انسانی زندگی کے ہر سنجیدہ شعبہ میں پختگیٔ عمل وکردار اور بلندیٔ اخلاق واطوار کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مگر رُوحانی جماعتوں کے وُہ افراد جو اپنی فطری سعادتمندی کے باعث اِس ضمن میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ایمانی معیار "وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا (البقرۃ: ۱۷۸) پر پُورے اُترتے ہیں۔ اپنے اُس مقدس عہدِ بیعت کو جو انہوں نے پُورے صدق وصفا کے ساتھ کسی مامور و مُصلحِ ربانی کے واسطہ سے اپنے خُدا کے ساتھ کیا ہوتا ہے وہ اس کی تکمیل و بجا آوری کو ہر حالت میں اپنی متاعِ جان ودل سے بھی زیادہ عزیز اور بیش قیمت یقین کرتے ہیں۔

۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء ——— تاریخِ احمدیت کا وہ سنگِ میل ہے جہاں سے ہم نے اپنے جماعتی اور غایت درجہ افضال و تائیداتِ سماوی سے معمور ایک رُوحانی سفر کا آغاز کرتے وقت اِس زمانہ کے برگزیدہ مامُور اور داعیِ حق وصداقت کے مبارک ہاتھوں پر وُہ مقدس عہد اور پیمانِ وفا باندھا تھا جو نسلاً بعد نسلٍ آج تک ہم میں سے اکثر احمدیوں کو ایک گراں بہا ورثہ کی صُورت میں ملتا چلا آرہا ہے ——— پس ۲۳ر مارچ کا یہ بابرکت تاریخی دِن بحیثیتِ جماعت ہمیں اپنے اسی مقدس عہدِ بیعت اور اس کے نتیجہ میں ہم پر عائد ہونے والی عظیم جماعتی ذمہ داریوں کا احساس دِلاتا ہے۔ اور اسی اِحساس کو اپنی ہر نئی نسل کے ذہن میں راسخ کرنے کے لئے ہم ہرسال اِس یادگار دِن کو بطور "یومِ مسیح موعودؑ" مناتے ہیں۔

اخبار بدر کی اِس خصوصی اشاعت کا مقصد جہاں اِس مبارک موقعہ پر عظیم المرتبت رُوحانی آقا و مُطاع سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں خلوص ومحبت اور عقیدت و فدائیت کے چند پھُول نذر کرنا ہے۔ وہاں تحدیثِ نعمت کے رنگ میں آپؑ کے بے شمار رُوحانی اوصاف وکمالات اور عظیم و بے پایاں احسانات میں سے بعض کا اجمالاً تذکرہ کرکے افرادِ جماعت کے ذہنوں میں اُن کے اِس مقدس عہدِ بیعت کی تجدید بھی اس کے مقاصد کا حصّہ ہے جس کا اقرار وہ اپنے محبُوب امام و مُطاعؑ کے رُوبرو خود اُس ہی کے اِن مبارک الفاظ میں کر چکے ہیں کہ :-

"اِس عاجز سے عقدِ اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اس پر تا مرگ قائم رہے گا اور اس عقدِ اخوت میں ایسا درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دُنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔"

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

جہاں تک حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیع الشان منصب ومقام، آپؑ کی بعثت کے مہتم بالشان اغراض ومقاصد، تجدید و احیائے دین کے لئے آپؑ کے قلبِ مُطہّر میں پائی جانے والی تڑپ اور اس ضمن میں آپؑ کی کامیاب وبامراد مساعی، جماعت کے لئے آپؑ کی رُوح پرور وپاکیزہ تعلیمات اور زرّیں نصائح، آپؑ کی بے نظیر قوتِ قدسیہ اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے شیریں و لذیذ ثمرات، علیٰ ہذا القیاس آپؑ کی سیرتِ طیّبہ کے اور بھی بہت سے دُوسرے درخشندہ پہلوؤں کا تعلق ہے، ان تمام عنوانات پر مختصر اور جامع تعارف ہم اپنے بہت سے اہلِ قلم بزرگان واحباب کے مخلصانہ تعاون سے اِس خصوصی اشاعت کے اندرونی صفحات میں ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ سیرتِ مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان تمام منتشر و تابندہ گوشوں سے اکنافِ عالم کی تشنہ وجاں بلب سعید رُوحوں کو رُوشناس کرانے سے پہلے خود ہم اُن کا بغور مطالعہ کریں۔ اور پھر نہ صرف اپنے ذہنوں میں بلکہ اپنی نئی نسل کے ذہنوں میں بھی اُن عظیم جماعتی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرتے چلے جائیں جس کا تقاضا سیرۃِ طیّبہ کے یہ درخشندہ وتابندہ اوراق اور خود ہمارا مقدس عہدِ بیعت بھی ہم سے کر رہا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اُس نے مادیت کے اِس پُرفتن اور پُرآشوب دَور میں ہمیں اُس آسمانی نور کو شناخت کرنے اور اُسے قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے جس سے دُنیا کی اکثر وبیشتر آبادی ہنوز محروم و ناآشنا ہے۔ اور اُس کی اِس محرومی وبدبختی کا بھیانک نقشہ خود امامِ دَوراں علیہ السلام کے یہ فکر انگیز الفاظ ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں:-

"اِس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے، ہر طرف سے اُس کو مَوت درپیش ہے۔ اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔"

(فتحِ اسلام صفحہ ۲۴)

ایسے ہی محرومینِ حق وصداقت سے متعلق حضور علیہ السلام ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں کہ ؎

امروز قومِ من نہ شناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کُند وقتِ خوشترم!

پس حق وصداقت کی شناخت کی اِس خداداد توفیق وسعادت کا تقاضا ہے کہ ہم اِس ضمن میں اپنی قدرشناسی کا ثبوت بھی مہیّا کریں اور وُہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند وارفع ترین مقام ومنصب کو پیشِ نظر رکھ کر ہم اپنے مقام اور فرائضِ منصبی کی نشاندہی کریں ـــ آپؑ کی بعثت کے مہتم بالشان اغراض ومقاصد کی تکمیل کو اپنا مطمحِ نظر بنائیں ـــ آپؑ کی پاکیزہ و زرّیں نصائح کو اپنی زندگیوں میں مشعلِ راہ بناتے ہوئے اُن پر کماحقہٗ طریق پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں ـــ غلبۂ اسلام کی عظیم اور مقدس ترین مُہم کو سر کرنے کے لئے حضرت سلطان القلمؑ نے اپنے معرکۃ الآراء علم کلام کی صُورت میں جو بیش بہا خزانہ ہمیں ورثہ میں دیا ہے اُس سے نہ صرف خود متمتع ہوں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اس سے مالامال کریں ——— اور اس بابرکت مہم کی تکمیل کے لئے حضورؑ نے ہم سے جس نوع کی بھی قُربانیوں کا مطالبہ فرمایا ہے ہم وہ قُربانیاں پوری بشاشتِ قلب اور جذبۂ خلوص وایثار (باقی صفحہ ۲۳ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۰ر امان (مارچ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۷ر مارچ کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

"حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے
الحمدللہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۰ر امان (مارچ) محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ وامیر مقامی مع بیگم صاحبہ بفضلہٖ تعالیٰ بخیر وعافیت ہیں۔ البتہ صاحبزادی امۃ الرؤف بیگم سلمہا اللہ کے پَیر کی ہڈی میں پھسل جانے کے باعث فریکچر آگیا ہے۔ پلستر لگوا دیا گیا ہے۔ احباب کامل صحت یابی کیلئے دُعا فرمائیں۔

مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں
الحمدللہ

تبرکات

الٰہی فرمان کی سمجھ بدوں کسی مُزکّی اور مُطہّر القلب کے کسی کو نہیں آتی

کیونکہ

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ خدا تعالیٰ کا حکم ہے

از افاضات سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو عید الاضحیٰ کے موقعہ پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے مامور من اللہ کی ضرورت و افادیت پر جو بصیرت افروز روشنی ڈالی اُس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر بدر)

"...... اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بناوٹ کچھ اِس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہوتا ہے اُس کو تھوڑی دیر بعد خرچ کر کے پھر اَور کی تلاش ہوتی ہے۔ اور نئی چال اختیار کرتی ہے کہ وہ متاع واپس آئے۔ یہ نظام درختوں میں بھی نظر آتا ہے۔ ایک وقت یہ نہایت صاف آکسیجن جو انسانی زندگی کے لئے اعلیٰ درجہ کی ضروری شئے ہے، نکالتے ہیں۔ اور ابھی اس پر پُورے بارہ گھنٹے نہیں گزرنے پاتے کہ کاربن جیسی زہریلی چیز دینے لگتے ہیں۔ پھر اس آکسیجن کے نکالنے کے واسطے بہت سی زہریلی چیزیں اُن کو جذب کرنی پڑتی ہیں۔

ہم آپ بیتی ہی کیوں نہ سُنائیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے اور پینے کی چیزیں آتی ہیں۔ قویٰ شہوانی کی سیری کا سامان موجود ہوتا ہے۔ سیر ہو کر اُن کو ترک کر دیتے ہیں۔ اس وقت ایسا معلوم دیتا ہے کہ گویا ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ابھی تھوڑا وقفہ نہیں گزرتا کہ وہی بھوک وہی پیاس وہی شہوانی خواہشیں موجود ہوتی ہیں۔ ابھی بہت عرصہ نہیں گزُرا کہ سردی کے واسطے گرم کپڑوں کی ضرورت تھی۔ اور بڑی محنت اور صرف سے کپڑے تیار کرائے تھے۔ مگر اب وہی ہم ہیں اور وہی کپڑے۔ لیکن ان کپڑوں کو اب رکھ نہیں سکتے ضرورت آپڑی ہے کہ نئے طرز کے کپڑے ہوں جو اس موسم کے حسبِ حال ہوں۔

غرض یہی حال حضرتِ انسان کا ہے۔ قسم قسم کی غذائیں اندر پہنچ کر صرف اپنا خلاصہ در خلاصہ چھوڑ کر پاخانے کی شکل میں نکل جاتی ہیں اور پھر انہیں غذاؤں کی ضرورت اور اُنہیں خلاصوں کی احتیاج پیدا ہوتی رہتی ہے۔

یہی مضمون اور مفہوم ہے تجدیدِ دین کا۔ اِس وقت بھی دیکھ لو اور غور سے دیکھ لو کہ کس قدر ضرورت ہے کہ کوئی مردِ خدا آوے اور ہماری گم شدہ متاع کو پھر واپس لائے۔

بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس کا گھر لُوٹا جا رہا ہو اور وہ میٹھی نیند سو رہا ہو۔ اور خواب میں جنّت کی سَیر کر رہا ہو۔ اور خوبصورت عورتیں اس کے گرد ہوں۔ اور وہ اس نیند سے اُٹھنا ایک مصیبت خیال کرتا ہو۔

یہی حال اس وقت اسلام کا ہو رہا ہے۔ دشمن نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا ہُوا ہے اور بعض اطراف سے در و دیوار کو بھی گرا دیا ہے قریب تھا کہ وہ اندر داخل ہو کر ہمارے ایمان کی متاع لوٹ لے کہ ایک بیدار کرنے والے کی آواز پہنچی۔ یا تو ہمیں اپنے دُکھ اور مُصیبت کی خبر نہیں ہے اور یا خبر تو ہے مگر ہم پوری لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں۔ ہمارے سیّد و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک دُعا تعلیم فرمائی ہے۔ مَیں بہت ہی خوش ہُوں کہ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کو قریباً فرض قرار دیا ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ۔ عجز کیا ہے کہ اسباب ہی کو مہیّا نہ کر سکے۔ اور کسل یہ ہے کہ اسباب تو مہیا ہوں لیکن اُن سے کام نہ لے سکے۔

...... بعض لوگ کہہ اُٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہم میں موجود ہے، اس کے ہوتے ہُوئے اور کسی کی کیا ضرورت ہے؟ مَیں کہتا ہوں کہ اس کتاب ہی کو اگر پڑھتے تو یہ سوال ہرگز نہ کرتے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ۔

کتاب چاہیئے، کتاب کا پڑھنے والا بھی تو ضروری ہے۔ اور اس کے پڑھانے والا ایسا ہو جو مزکّی النفس اور مطہّر القلب ہو۔ محمد رسول اللہ اِبکم نہیں بلکہ سِرًّا و جہرًا خرچ کرنے والا خود محبوب ہو کر دُوسروں کو محبوب بنانے والا۔

اِسی طرح کتاب سُکھ دینے والی ہے مگر اِس کے لئے مُزکّی معلّم کی ضرورت ہے۔ بدوں اس کے وہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت ہے مامور من اللہ کی۔ مَیں بھی اپنی جگہ درس دے لیا کرتا ہوں اور گھر میں اور باہر آکر بھی قرآن پڑھاتا رہتا ہوں۔ مگر کیا مُزکّی ہوں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ تاکہ مَیں اپنے عملدرآمد کے رنگ میں دُوسرے کو دکھا سکوں۔

...... ایک شیعہ نے مجھے خط لکھا کہ تم جو دین کی طرف متوجہ ہو یہ تو بتاؤ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے دلائل جو آج تک سُنیوں نے دیئے ہیں، کیا ہیں۔ اور ان پر شیعوں نے جو اعتراض کئے ہیں اور پھر ان کا جو جواب سُنیوں نے دیا ہے اور ان سب پر اپنا فیصلہ لکھ دو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ تیرہ سَو برس کا جھگڑا اور پھر خوارج بھی ساتھ۔ اعتراض اور جرح الگ۔ ان سب پر نظر۔ لکھنا آسان بات نہ تھی۔ مَیں نے کہا مولیٰ کریم تُو نے اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے کہ حَکَم۔ عَدل تو موجود ہی ہے۔ کوئی راہ اس کے پرتو سے کھول دے۔ آخر مَیں نے یہ لکھ دیا کہ ہمارا انتخاب آخر غلط ہوتا ہے۔ اس کو معزول کرنا پڑتا ہے۔ زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اس کی جان نکل جاوے ...... یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (الآیۃ) یہ خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ خدا نے جس کو بنانا تھا اس کو بنا دیا۔

اِسی اُمّت سے خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیئے تھا مَیں ہوتا۔ مَیں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں۔ اور کثیر التعداد میرے کتب خانہ میں ہیں۔ مگر مَیں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے:- اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اُس سے بڑھ کر دُوسرا اس منصب کے سزاوار اُس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ ....

الٰہی فرمان کی سمجھ بدوں کسی مُزکّی اور مطہّر القلب کے کسی کو نہیں آتی۔ کیونکہ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ پس کیسی ضرورت ہے امام کی، کیسی مُزکّی کی۔ مَیں تمہیں اپنی بات سُناؤں۔ تمہارا کنبہ ہے میرا بھی ہے۔ تمہیں ضرورتیں ہیں مجھے بھی آئے دِن اور ضرورتوں کے علاوہ کتابوں کا جنون لگا رہتا ہے۔ مگر اس پر بھی تم کو وقت نہیں ملتا کہ یہاں آؤ۔ موقع نہیں ملتا کہ پاس بیٹھنے سے کیا انوار ملتے ہیں۔ فرصت نہیں، رخصت نہیں۔ سُنو تم سب سے زیادہ کمانے کا ڈھب بھی مجھے آتا ہے۔ شہروں میں رہوں تو بہت سا روپیہ کما سکتا ہُوں۔ مگر ضرورت محسوس ہوتی ہے بیمار کو۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا زمانہ ہے۔ میرے لئے تو یہاں سے ایک دَم بھی باہر جانا موت کے برابر معلوم ہوتا ہے .... یاد رکھو کہ مُزکّی کے پاس رہنے کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔ علوم میں سے ہمیں ضرورت ہے اس بات کی کہ اسماء اللہ معلوم ہوں۔ خدا تعالیٰ کے افعال کا علم ہو۔ ایمان کے معنیٰ معلوم ہوں۔ کفر اور نفاق کی حقیقت معلوم کریں ....

پہلا الہام جو ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہُوا وہ بھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہی تھا اور پھر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دُعا تعلیم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علم کی کس قدر ضرورت ہے۔ سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے۔ تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ حاصل ہوتا ہے تقویٰ اللہ سے مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سلامتی۔ صدقِ نیّت۔ شفقت علیٰ خلق اللہ۔ غایت البعد عن الاغنیاء۔ آسانی جودتِ طبع۔ سادگی۔ دُور بینی کی صفات سے فائدہ پہنچاتے ہیں ــــــ"

الحَکم جلد ۵ نمبر ۱۲
مورخہ ۳۱ر مارچ ۱۹۰۱ء
بحوالہ خطباتِ نور جلد اوّل
صفحہ ۷۰ تا ۹۱

از حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے اہلِ خانہ سے سلوک

"رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔ کہ تم میں سے درحقیقت بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے۔ اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم میں سب سے زیادہ بہتر اور اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

معاشرتی اور عائلی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کا یہ ایک نہایت ہی قیمتی اور سنہری اصل ہے۔ جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں جہاں تک میرا مشاہدہ ہے، میں نے رسولِ پاکؐ کے اس ارشاد کو اپنی پوری جامعیت اور حقیقت کے ساتھ پورا ہوتے دیکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر والوں سے، اپنے بچوں سے، اپنے ملازموں سے، مہمانوں سے، دوستوں سے، عام ملنے جلنے والوں سے۔ غرضیکہ ہر ایک سے نہایت ہی محبت اور شفقت اور ہمدردی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ لفظ "اہل" کے وسیع معنوں کے ساتھ اپنے اہل کے لئے آپؑ کا وجود سراسر خیر ہی خیر تھا۔

جہاں تک گھر والوں کا تعلق ہے مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور محبت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپؑ حضرت اماں جانؓ کی طبیعت کا اس قدر خیال رکھا کرتے تھے کہ ہمارے موجودہ زمانے میں میں نے کسی خاوند ایسا خیال رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور پھر اسی طرح خود حضرت اماں جانؓ کا یہ حال تھا وہ بھی ہر لحظہ اور ہر لمحہ حضورؑ کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھتیں۔ چنانچہ اکثر حضورؑ کے لئے کھانا خود تیار کیا کرتیں۔ جبکہ گھر میں کھانا پکانے کے لئے ایک اور خادمہ اصغری کی والدہ بھی تھیں اور اسی طرح میاں کریم بخش بھی تھے جو کھانا پکایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھنبیاں بہت پسند تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کھنبیوں کا موسم ابھی نہیں تھا تو حضرت اُمّ المومنینؓ نے مصنوعی کھنبیاں اس قدر نفاست سے تیار کر کے حضورؑ کو پیش کیں کہ حضور نے انہیں بڑے مزے سے کھایا۔ اور اصلی اور مصنوعی میں فرق تک محسوس نہ کیا۔ خود میں نے بھی وہ پکی ہوئی کھنبیاں کھائی تھیں۔ بالکل اصلی کی مانند لذیذ اور مزیدار تھیں۔ مرغ کے گوشت سے حضرت اماں جانؓ نے تیار کی تھیں۔

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ قادیان سے باہر کسی سفر پر گئی ہوئی تھیں۔ جب آپؓ واپس آئیں تو بٹالہ ریلوے اسٹیشن تک حضورؑ اُن کے استقبال کے لئے گئے تھے۔

کھانے میں جہاں تک حضورؑ کی پسند کا تعلق ہے حضورؑ پرندوں کا گوشت بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً بھٹیر۔ تلیر اور ممولا۔ ممولا کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ دردِ گردہ کے لئے بہت مفید ہے۔

بھائی عبد الرحیم صاحبؓ مرحوم اکثر غلیل سے شکار کر کے حضورؑ کے لئے لایا کرتے تھے۔ اسی طرح کبھی کبھی مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ بھی۔ حکیم عبدالعزیز خاں صاحبؓ بھی جنہوں نے بعد میں قتیہ غبار گھر کھولا تھا، وہ بھی ہوائی بندوق سے کبھی کبھی شکار کر کے لایا کرتے تھے اور حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

شکار ہی کے ضمن میں بات یاد آگئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر کے جانوروں کو مارنا پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں تکلف اور نمود ہرگز نہیں تھا۔ (اس کے متعلق کچھ روایات میں پچھلے سال بھی بیان کر چکا ہوں) چنانچہ حضورؑ کھانا وغیرہ چارپائی پر بیٹھ کر اسی طرح فرش اور تخت پر بیٹھ کر بھی بڑی سادگی اور بے تکلفی سے کھایا کرتے تھے۔

اسی طرح رومال میں ہی کنجیاں باندھ لیا کرتے تھے اور پیسے وغیرہ بھی۔ حضورؑ چونکہ بعض تکلیفوں کی وجہ سے اکثر مشک کا استعمال بھی رکھتے تھے اس لئے میں نے بعض اوقات رومال میں حضورؑ کو مشک باندھے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

یہی سادگی اور بے تکلفی حضورؑ کے لباس سے بھی عیاں تھی۔ حضورؑ صاف ستھرے مگر سادہ کپڑے پہنتے تھے۔ رات کے دس گیارہ بجے تک عموماً کام کرتے اور پھر سونے کی تیاری کیا کرتے۔ سوتے وقت حضورؑ تہہ بند کا استعمال کیا کرتے تھے۔ عام لباس جو ہم نے اپنی ہوش میں حضورؑ کا دیکھا ہے وہ گرم پاجامہ، گرم صدری اور گرم کوٹ ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح ململ کی پگڑی جس کے نیچے ترکی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔

بعض لوگوں کو شاید یہ حدیث یاد نہ ہو، خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہم پگڑیاں ٹوپیوں پر پہنتے ہیں۔ اور مشرک ایسا نہیں کرتے۔ چنانچہ ترمذی کی حدیث ہے کہ قال رکانۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ اِنّ فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس (ترمذی جلد اوّل باب اللباس)۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت شب و روز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی مصروف زندگی گزارتے تھے۔ یہ مصروفیت صبح سے لیکر رات گئے تک جب تک حضورؑ سونے کی تیاری نہ فرماتے جاری رہتی۔ صبح کے وقت اگر حضورؑ کی صحت اجازت دیتی تو حضور سیر کے لئے ضرور تشریف لے جاتے۔ حضورؑ کی معیت کا شرف حاصل کرنے کے لئے دوست مسجد مبارک کے نیچے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ خصوصاً باہر سے آئے ہوئے دوست تو اس موقع کو غنیمت خیال کرتے تھے۔ اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کرتے تھے کہ صبح کی سیر میں وہ ضرور شامل ہوں۔ ہم اُن دنوں چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ اور قادیان سے جانب شمال قریباً میل بھر دور کسیر ہوتی تھی۔ ہم سیر میں وہاں تک جاتے تھے اور کسیر اکھاڑ کر واپسی پر ساتھ لے آیا کرتے تھے۔

اس سیر کے لئے حضورؑ سورج نکلنے کے قریب تشریف لے جایا کرتے تھے۔ سیر میں مختلف احباب حضورؑ سے مختلف دینی مسائل پر گفتگو بھی کر لیا کرتے تھے۔

ایک دن قادیان سے مشرق کی جانب سیر کے دوران ہی آپؑ نے میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق اپنا رؤیا بھی سنایا کہ وہ سیاہ لباس پہنے کھڑا ہے۔ اور میری طرف آنا چاہتا ہے۔ لیکن حضورؑ نے فرمایا کہ میں نے اُسے جواب دیا کہ اب وقت گزر چکا ہے۔

اس سیر میں حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی حضورؑ کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ حضورؑ تیز رفتار تھے۔ اور اس کے مقابل پر حضورؓ تیز نہیں چل سکتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحبؓ اکثر پیچھے رہ جاتے اور کئی دفعہ حضورؑ پیچھے مڑ کر اُن کا انتظار کرتے۔

عام مصروفیات حضورؑ کی تصنیف کی تھیں۔ پچھلی عمر میں حضورؑ چلتے چلتے تصنیف کا کام فرمایا کرتے تھے۔ ایک گول میز ہوتی تھی جو چھاتی تک قریباً چار ساڑھے چار فٹ اونچی تھی۔ اس میں ایک دراز تھی اور نیچے پیر تھے۔ یہ میز جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میاں نظام الدین صاحب مرحوم سیالکوٹی نے بطور تحفہ حضورؑ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ حضورؑ اس میز کے اوپر دوات رکھ دیتے تھے اور کاغذ اور قلم ہاتھ میں ہوتے تھے۔ اور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے جاتے تھے۔ دوات کے چونکہ گرنے کا خطرہ ہوتا تھا؛ اس لئے وہ ایک اور مٹی کی موٹی سی دوات بنا کر اس میں فٹ کی ہوتی تھی۔

یہ میز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد میرے پاس آگئی تھی۔ اس کے بعد جب یہ ذرا خستہ حالت ہو گئی تو اس کی مرمت بھی کروا دی گئی تھی۔ اس پر ملتانی کام ہوا ہوا تھا۔ بعد میں یہ میز میں نے عزیزم مرزا منصور احمد کو دے دی تھی اور اب قادیان میں عزیزم مرزا وسیم احمد کی تحویل میں ہے۔

حضورؑ کے پاس ایک کاپی رہا کرتی تھی جو سوتے وقت حضورؑ کے سرہانے ہوتی جس وقت کوئی الہام وغیرہ ہوتا تو حضورؑ اُسے اُسی وقت کاپی میں نوٹ کر لیا کرتے۔ میں نے وہ کاپی خود دیکھی ہے۔ قریباً ۵" × ۶" کی تھی۔ اور کوئی ڈیڑھ انچ موٹی۔ سفید کاغذوں کی تھی جو لکیر دار نہیں تھے۔

(آگے مسلسل صفحہ ۶ پر)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا بچّوں سے محبّت بھرا سلوک

"اپنے بچّوں کے ساتھ حضورؑ کا سلوک نہایت شفقت اور محبّت کا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ سردیوں کا موسم تھا۔ مَیں سکول کے لڑکوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے بڑی مسجد میں گیا۔ ان دنوں طالب علموں کے لئے ظہر کی باجماعت نماز سکول کے انتظام کے تحت بڑی مسجد میں ہوا کرتی تھی۔ اس وقت مجھے سردی لگی جو خوشگوار سی معلوم ہوئی۔ نماز پڑھ کر جب سکول کے کمرہ میں مَیں واپس آیا تو مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ چنانچہ مَیں اجازت لے کر گھر آیا اور نچلی منزل سے مکان میں اُن سیڑھیوں سے داخل ہوا جو حضرت صاحبؑ کے رہائشی دالان میں کھلتی تھیں۔ اس کے بعد مجھے اتنا یاد ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پلنگ کی پائینتی کی طرف سہارا لگا کر لیٹ گیا ہوں۔ جب میری آنکھ کھلی ہے تو غالباً دوسرا دن تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام میرے پاس بیٹھے اور تیمارداری کر رہے تھے۔ مجھے اتنا شدید بخار تھا کہ مَیں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسی طرح جب ہم کبھی بیمار ہو جاتے تو بیماری میں خواہش کیا کرتے کہ آتشبازی کے انار اور پٹاخے وغیرہ چلانے کی اجازت دی جائے۔ حضورؑ انار چلانے کی اجازت تو دے دیا کرتے تھے۔ لیکن پٹاخوں کی نہیں۔ حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ انار وغیرہ سے ہوا بھی صاف ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح حضورؑ بچّوں کی صحت کا بھی بڑا خیال رکھا کرتے تھے۔ گرمیوں میں جب باہر سونے کا موسم ہوتا تھا تو اُس وقت ہمارے اُوپر سائبان لگوائے جاتے تاکہ ہم اوس وغیرہ سے محفوظ رہیں۔ اور بیمار نہ ہو جائیں۔

اسی طرح حضورؑ بعض اوقات بچّوں کو پیسے وغیرہ بھی دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دو دفعہ حضورؑ نے مجھے ایک روپیہ بھی دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بچّوں کی بیماری میں اُن کا علاج بھی تجویز فرمایا کرتے تھے اور اپنے پاس سے دوائی بھی دیا کرتے تھے۔

ابتدائی زمانہ میں قادیان کے قریب کے گاؤں کی عورتیں وغیرہ حضورؑ سے آکر اپنے لئے اور اپنے بچّوں کے لئے دوائی لے جایا کرتی تھیں۔ کئی دفعہ کئی عورتیں دوائی حاصل کر کے اپنی تسلّی کی خاطر پوچھا کرتی تھیں کہ کیا اس سے آرام آجائے گا۔ تو حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں اس سے آرام آجائے گا۔

ایک دفعہ ایک عورت اپنے بچّہ کو لائی جسے کھانسی کی شکایت تھی۔ حضرت امّاں جان رضؓ بھی اُس وقت حضورؑ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت امّاں جان رضؓ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اِس بچّہ کو کالی کھانسی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ابھی تک اُس بچّے کی کھانسی کی آواز نہیں سُنی تھی۔ اور نہ ہی کوئی اور علامت دیکھی تھی۔ جب حضورؑ نے اس بچّہ کو دیکھا تو فرمایا کہ ہاں اسے تو کالی کھانسی ہی ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت امّاں جان رضؓ سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کیسے پتہ لگا کہ اس بچّہ کو کالی کھانسی ہے؟ تو حضرت امّاں جان رضؓ نے فرمایا کہ دیہات کی یہ عورتیں معمولی کھانسی کی تو پرواہ ہی نہیں کرتیں۔ اگر کالی کھانسی ہی ہو تو تبھی جا کر یہ کسی کے پاس علاج کے لئے جاتی ہیں۔"

(از تقریر جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۷ء)

(منقول از الفضل ۲۵-۲۶-۲۷ نومبر ۱۹۷۹ء)

باہمی اتفاق و محبّت

"مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبّت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی

كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک شخص ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ ہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اُس کا انجام اچھا نہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۸)

مسیح محمدؐ کی شان اللہ اللہ

(مکرم چوہدری شبّیر احمد صاحب واقفِ زندگی ربوہ)

مسیحِ محمّدؐ کی شان اللہ اللہ
پڑی جس سے مِلّت میں جان اللہ اللہ

تھا اُس کے لئے منتظر اِک زمانہ
تھا بے چین سارا جہان اللہ اللہ

ثُریّا سے ایمان کو پھر وہ لایا
خُدا کا ہے وہ پہلوان اللہ اللہ

بفیضِ محمّدؐ چمن کو سنوارا
کیا اُس کو رشکِ جنان اللہ اللہ

زمیں گا رہی ہے اُسی کے ترانے
ہے نغمہ سرا آسمان اللہ اللہ

ہوئے اُس کے دامن سے وابستہ جو بھی
صحابہؓ ہوئے بے گمان اللہ اللہ

حدیثِ نبیؐ میں وہ اعوانِ مہدیؑ
صداقت کے وہ نشنگان اللہ اللہ

ہر اِک اُن میں سے عزم و ہمّت کا پیکر
ہر اِک شیخ اُن کا جوان اللہ اللہ

وہ شہزادۂ امن کہلانے والا
مکان اس کا وجہِ امان اللہ اللہ

اُسی کی بدولت خلافت کی نعمت
مِلی ہم کو بعد از زمان اللہ اللہ

اُسی کا ہے اعجاز صِدّیقِ ثانی
ہے فضلِ عُمر اِک نشان اللہ اللہ

اُسی کا ہے اِک نافلہ جلوہ افگن
وہی اب ہے مِلّت کی آن اللہ اللہ

وہی آج ہے موردِ فضلِ باری
خُدا اُس پہ ہے مہربان اللہ اللہ

وہ شمعِ خلافت وہ مہتاب صُورت
کہ روشن ہے جس سے جہان اللہ اللہ

ہے شبّیر قولِ حسن یہ اُسی کا
"جوانوں کے ہو تم جوان اللہ اللہ"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تاریخ شاہد ہے کہ دورِ اوّل میں اسلام کے انتہائی عروج و سربلندی کے بعد اس پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا کہ علم و عرفان اسلام کی شمعیں بجھ گئیں۔ اس کی روشنی و تابناک تعلیم تاریک دیانت کے دھندلکوں میں گم ہو گئی۔ مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی، علمی، عملی اور سیاسی حالتوں میں ناگفتہ بہ حد تک زوال رونما ہوا۔ اور مخبرِ صادق، خاتم الانبیاء سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہو گئی کہ

"لوگوں پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ قرآن صرف رسمی طور سے پڑھا جائے گا۔ اور کوئی شخص اس پر عمل کرنے والا نہیں ہوگا۔ مسجدیں بظاہر آباد نظر آئیں گی مگر نورِ ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس وقت کے علماء آسمان تلے زمین کی سب سے بدتر مخلوق ہوں گے۔ تمام فتنے ان ہی میں سے اٹھیں گے اور ان فتنوں کا وبال انہیں پر الٹ پڑے گا۔"

(کنز العمال جلد ...)

اسلام کی کسمپرسی کا یہ وہ زمانہ تھا جو ظهر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ فیج اعوج کے اس ہولناک زمانہ میں اسلام کو بے کس و بے نوا پا کر تمام مخالف قوتیں مجتمع ہو کر اس پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار دلآزار کتابیں شائع کی گئیں۔ جدید علوم و فلسفہ کی روشنی میں اسلام کی درخشندہ تعلیم پر ایسے اعتراضات کئے گئے جن کی نظیر تاریخ اسلام میں اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔ مخالفین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کی ان بوچھاڑ کے سامنے علماء اسلام بے بس اور لاچار نظر آتے تھے۔ اُمتِ مسلمہ کی اس زبان حال کا احساس کرتے ہوئے سرورِ دل مسلمان اللہ جل شانہٗ سے مسیح موعود مسیح آخر الزمان کی آمد کے لئے کس درد بھرے انداز میں التجا کر رہا ہے کہ

"خداوندا ایسی بے کسی اور نازک حالت میں اپنے نام لیواؤں پر رحم کرتے ہوئے امام آخر الزمان کو جلد بھیجئے تاکہ ضعیف الایمان امت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی کی روح پیدا ہو۔"

(خون حرمین)

غرض اہلِ اسلام اپنی اس بے بسی کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہوئے یہ دلی تڑپ رکھتے تھے کہ کشتیٔ اسلام کا ناخدا جلد از جلد ظاہر ہو اور اقامتِ دین اور اصلاحِ امت کے اہم فریضہ کو انجام دے۔ چنانچہ ان کی اسی دلی تڑپ کی ترجمانی کرتے ہوئے مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصوّرِ کمال کا مجسمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل ایک نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہ ہوں گے۔"

(ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء)

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اسلام پر آنے والے اس نازک دور کی نشاندہی فرمائی تھی۔ وہاں امتِ مسلمہ کو یہ بشارت بھی دی تھی کہ

"اس مایوسی کن دور میں اگر ایمان زمین سے اٹھ کر ثریا ستارہ پر بھی چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ابنائے فارس میں سے ایک کو بھیجے گا جو اسے دوبارہ اس زمین پر قائم کرے گا۔"

(کنز العمال جلد ...)

چنانچہ اللہ جل شانہٗ نے عین وقت پر اپنے حبیبِ صادق کی اس پیشگوئی کو پورا کیا، اور موجودہ زمانہ میں اسلام کی از سرِ نو ترقی و سربلندی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل اور بروزِ کامل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"اُٹھ کہ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چُنا۔" (تریاق القلوب صفحہ ...)

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔" (تذکرہ صفحہ ...)

کہ تیری ماموریت کا وقت آ گیا ہے اب مسلمانوں کا قدم بلند ترین منار پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گا۔

یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

(تذکرہ صفحہ ...)

کہ اب احیائے دین اور اقامتِ شریعت کا کام تیرے ہاتھوں سرانجام پائے گا۔ گویا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی سب سے بڑی غرض یہی تھی کہ دشمنانِ اسلام کے علمی و فلسفیانہ اعتراضات کا قلع قمع کر کے ان کی مخالفانہ تدابیر کے تانے بانے کو بکھیر دیا جائے اور اسلام کے درخشندہ و روشن چہرہ سے گرد و غبار کو ہٹا کر روئے زمین کو اس سے منور کیا جائے۔ خود اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے:-

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ الصف)

یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ رسول اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔

اس جگہ اس امر کا بیان کر دینا محل ہوگا کہ آیت مذکور کا تعلق امام آخر الزمان سے مسلّم ہے۔ چنانچہ ابن جریر میں زیرِ آیت لکھا ہے

هٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِیِّ

کہ اسلام کا تمام ادیان پر غلبہ امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔ نیز "بحار الانوار" میں مذکور ہے کہ نزلت فی القائم من آل محمد۔ کہ یہ آیت آلِ محمد کے القائم یعنی امام مہدی کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (یعنی مسیح موعود ناقل) سے متعلق ہے کیونکہ تمام ادیان پر روحانی غلبہ جو اس زمانہ کے سوا کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وجہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہر ایک قسم کے اعتراضات و شبہات اپنے انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۵-۶۷۶)

قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے کہ اسلام اور اہلِ اسلام کے اس نازک دور میں ہر دردمند دل مسلمان نصرتِ الٰہی کا شدت سے منتظر تھا چنانچہ مامورِ الٰہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہلِ اسلام کے ان جذبات کا احساس کرتے انہیں تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:-

"اے مسلمانو اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا ہے اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبے نے اس کی بنیاد ڈالی ہے بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہو گئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے سخت ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں گر جاتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔" (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

"مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودہویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پر آشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علومِ لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ...)

(باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رفیع الشان منصب اور مقام

یارو مسیحِ وقت کہ تھی جس کی انتظار ٭ رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے
آئے بھی اور آ کے چلے بھی گئے وہ آہ ٭ ایامِ سعد اُن کے بسرعت گذر گئے
(کلامِ محمودؓ)

از محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر

ہے کہ اُس نے ہمیں وہ رسول دیا جو خیر الرسل ہے دیا۔ وہ کتاب دی جو خیر الکتب ہے۔ اور اس اُمت کے فرد کہلانے کا شرف بخشا جو خیرِ اُمت کہلائی۔ پھر اس اُمت میں ایسے ایسے وجودوں کو ظاہر کیا جو دوسری اُمتوں کے مقابلہ میں کیا بلحاظ کیفیت اور کیا بلحاظ کمیت ہر لحاظ سے بڑھ گئے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اس وعدہ کے مطابق اگر جائزہ لیا جائے تو ہر جہت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت دوسری سب اُمتوں کے مقابلہ میں منفرد و ممتاز رہی ہے۔ چنانچہ صدرِ اوّل سے اب تک اَن گنت، مختلف المدارج روحانی شخصیتیں گذری ہیں اور راستبازوں سے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں۔

خدا تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ تھا ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (سورہ صف) کہ وہ دینِ اسلام کو تمام ادیان پر کامل غلبہ عطا فرمائے گا۔ یعنی اس کے ماننے والے اس کے نہ ماننے والوں پر حجت اور پہلو کے لحاظ سے غالب ہوں گے۔ اور اسلام کا شجرۂ طیبہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اپنے شیریں پھل پیش کر کے نوعِ انسان کو روحانی ثمرات سے متمتع کرتا رہے گا۔ اور کوئی دور ان پھلوں سے محرومی کا اسلام پر نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

آنیوالے خطرات میں اسلام کی دائمی حفاظت کا وعدہ

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی اُمت پر آنے والے حالات و خطرات اور مختلف ادوار میں ظاہر ہونیوالے واقعات کا تفصیلی علم بخشا تھا۔ جن کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ اور جہاں آپؐ نے دنیا میں طرح طرح کے فتنوں کی تفاصیل بیان فرمائیں۔ وہاں یہ بھی بتایا کہ خدا تعالیٰ ہی ان کی اصلاح کا بندوبست فرماتا رہے گا اور اسلام کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیگا۔ چنانچہ آپؐ نے خلافت کے بعد ملوکیت اور پھر فیجِ اعوج کے فتنے سے بھی آگاہ فرمایا۔ جھوٹ کے پھیل جانے سے اُمت کو متنبہ فرمایا اور علمائے سُوء کے فتنے سے بھی آگاہ فرمایا۔ آخری زمانہ میں فتنۂ ارتداد کی بھی خبر دی۔ اسلام پر آنے والے انتہائی ضعف و زوال اور خطرناک دور سے اچھی طرح باخبر فرمایا اور دنیا میں جو سب سے بڑا فتنہ تھا یعنی دجال کا خروج ہونا جس کے بارہ میں ہر نبی اپنی اُمت کو ڈراتا آیا ہے اُس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اچھی طرح آگاہ فرمایا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی نہایت اہتمام سے ذہن نشین کروایا کہ ہمیشہ ایک جماعت اہلِ اسلام کی حق پر رہے گی اور اُمت کے لئے جو سب سے نازک گھڑی دجال کے فتنے کے ظہور سے ظاہر ہوگی کہ کسی قوم کو اُس کے مقابلہ کی طاقت نہ ہوگی۔ جس سے بہتوں کے دلوں میں خدشہ پیدا ہوگا کہ شاید خدانخواستہ اسلام دُنیا سے مٹ جائے گا۔ اس کے بارہ میں نہایت واشگاف طور پر بتایا کہ میری اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل میں حضورؐ خود ہیں اور آخر میں مسیح ابن مریم ہوں گے۔ چنانچہ قرآن مجید کی دائمی حفاظت کا وعدہ بھی حضورؐ نے مختلف پیرایوں میں اُمت کے سامنے رکھا تا کہ کتنا ہی عظیم فتنہ کیوں نہ ہو ان کے ایمان متزلزل نہ ہوں۔ بلکہ وہ یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یہ [illegible] پورا ہوتا رہے گا۔ اور اسلام کی صداقت غالب [illegible] ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

عظیم فتنہ کے ازالہ کے لئے عظیم روحانی وجود کی بشارت

(۱) سورۃ صف میں آیا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔ یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ رسول دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔ اس آیت کے بارہ میں تفسیر ابن جریر میں زیرِ آیت ہذا لکھا ہے:۔ ھٰذا عند خروج المھدی۔ کہ اسلام کا یہ غلبہ تمام ادیان پر امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا۔ شیعوں کی کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے:۔ نزلت فی القائم من آلِ محمد۔ کہ یہ آیت آلِ محمد کے القائم یعنی امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر شیعہ اصحاب کی ایک معتبر کتاب میں لکھا ہے:۔ "مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است" (نہایۃ المقصود جلد ۲ ص ۱۲۳) یعنی اس آیت میں جو رسول موجود ہے اس سے مراد امام مہدی ہے۔

(۲) مشہور عالم موسیٰ جار اللہ لکھتے ہیں: معنی ھٰذہ الآیۃ الکریمۃ الثالثۃ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا وَبَعَثَ فِی الْاٰخَرِیْنَ رسولاً من الآخرین فکانت امتھا رسولا من انفسھا وھو آخر الرسل ھم رسل الاسلام فی الامم (کتاب فی حروف اوائل السور۔ شائع کردہ مکتبہ [illegible] مطبوعہ ۱۲ فروری ۱۹۴۲ء) یعنی اللہ تعالیٰ نے جس طرح اُمیوں میں رسول مبعوث فرمایا اسی طرح آخرین میں بھی بھیجے گا۔ اور یہ عہدِ اسلام کے رسول ہیں۔

(۳) سورۃ صف میں "مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ..... وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلاواسطہ خبر دی گئی ہے اور آپؐ کے بروزی بعث کا ذکر سورۂ جمعہ کی مندرجہ بالا آیت میں ہے جو بالواسطہ تجویز کی گئی ہے۔ اس آیت میں بروزی [illegible] توجہ چاہیئے جو ہے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد۔ لیکن اسلام کی طرف اُس کو بُلایا جائے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود دوسروں کو اسلام کی طرف بُلاتے تھے اور آپ کے بارہ میں تو آیا ہے کہ داعیاً الی اللہ باذنہ۔ کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے اپنے اذن سے داعی الی الاسلام مقرر فرمایا ہے۔

(۴) احادیث میں حضرت امام مہدیؑ کے متعلق یہ ذکر آتا ہے کہ ان کے والد اور والدہ کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ کے ناموں سے ملتے ہوں گے اور یہ بھی ذکر آیا ہے کہ یُدفن معی فی قبری کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں مدفون ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود صحابہؓ نے یہ مسئلہ دریافت فرما کر اس کی حقیقت واضح کرائی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب حضورؐ سے صحابہؓ نے آخرین منہم کے بارہ میں دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ تو حضورؐ نے سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل او رجال من فارس (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اُڑ جائے تو اہلِ فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں حضورؐ نے مہدیؑ کی خبر دی ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا احادیث کی تشریح حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمائی ہے وہ بعینہٖ بخاری کی اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:۔ انّ باطنہ باطن محمدؐ (شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۲) کہ امام مہدیؑ کا باطن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اس کی تصدیق کے لئے چاند اور سورج کے گرہن کے نشان کو ایک زبردست نشان قرار دیا اور فرمایا کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان اس کے مقررہ شرائط کے ساتھ کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ یہ بھی اس وجود کی عظمت پر زبردست دلیل ہے۔

(۵) اُمّتِ محمدیہ کے متقی و برگزیدہ افراد نے اپنے اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت امام مہدی کے ظہور کی خبریں دی ہیں۔ اور بے شمار [illegible] نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش ان کو بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مبارک زمانہ نصیب ہو۔

(۶) امام مہدی علیہ السلام کے امتیازی منصب و مقام کے بارہ میں خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا:
[illegible] نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ
(مسلم جلد ۲ ص ۷۷)

(۷) بخاری کی حدیث امامکم منکم کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

(۸) اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی [illegible] آخری زمانہ میں ایک موعود کے ظہور کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور ہر مذہب کے ماننے والے اسی طرح اس زمانہ میں ایک موعود کے منتظر تھے جیسے کہ مسلمان تھے۔ اس لحاظ سے اس موعود کی عظمت عیاں ہے۔ اس پیشگوئی پر تمام مذاہب کا اتفاق [illegible] کی قطعیت اور واقعیت کی زبردست دلیل ہے چونکہ تمام مذاہب کا ایک موعود کے ایک ہی زمانہ میں ظہور کے بارہ میں متفق ہونا کوئی اتفاقی بات نہیں۔

(۹) سب سے بڑی دلیل تو یہ ہے کہ [illegible] اگر اس زمانہ میں [illegible] کے لئے کسی نبی کی ضرورت تھی۔ تو آن وہ [illegible] مذاہب و ملتوں کے ماننے والے [illegible] ہیں۔ [illegible]

اس [illegible] شان [illegible] مقام [illegible]

[illegible]

آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ۱۸۸۲ء کے آغاز میں ماموریت کا پہلا اور تاریخی الہام جو [illegible] سترہ فقرات پر مشتمل تھا نازل ہوا۔ جس کے ابتدائی کلمات یہ تھے:
"یا احمد بارک اللہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ الرحمٰن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر آباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت وانا اول المؤمنین"
یعنی اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تو نے چلایا۔ تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھایا تا ان لوگوں کو تو ڈرائے جن کے باپ دادا کو انذار نہیں کیا گیا اور تا خدا کی حجت پوری ہو اور مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ دے کہ میں خدا کی طرف سے مامور اور اوّل المؤمنین ہوں۔

ماموریت کا یہ الہام [illegible] کے قیام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے جس میں آپ کی زندگی کے اہم واقعات مستقبل میں منظم مخالفت۔ آپ کی شاندار کامیابی تصرفِ الٰہی کے ماتحت ایک نظام کے قائم چلے آنے کی نہایت ازوقت بشارت۔ آپ کی شانِ ماموریت کو رسالت و نبوت سے تعبیر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ آپ قرآنی پیشگوئی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے مصداق ہیں اور آپ کے ہاتھوں دینِ حق کو دلائل و براہین کے ذریعہ تمام ادیانِ عالم پر روحانی غلبہ نصیب ہوگا۔ اور یہ سب کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل ہوگا۔ جیسا کہ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم وتعلّم۔ یعنی ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ پس معلّم (یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم) بھی مبارک اور متعلّم (یعنی امام مہدی) بھی مبارک وجود ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مصطفیٰ پر تیرا بےحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

بارگاہِ ربّ العزت سے مزید انکشاف کے بعد آپ کو بتایا کہ آپ ہی مسیح اور مہدی ہیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں "ایّھا الناس انی انا المسیح المحمدی وانا احمد المہدی" (خطبہ الہامیہ)
یعنی اے لوگو میں ہی مسیح محمدی اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے بروز ہیں جیسا کہ آپ کا الہام ہے "جری اللہ فی حلل الانبیاء" یعنی اللہ تعالیٰ کا شیر انبیاء کے لباسوں میں۔ اس ضمن میں آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

آدمم نیز احمد مختار ۔ در برم جامۂ ہمہ ابرار

کہ میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں۔
نیز فرماتے ہیں ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم ۔ ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

کہ میرے آنے سے ہر نبی زندہ ہو گیا اور میرے پیرہن میں ہر رسول نہاں ہے۔ آپ کا یہ شعر قرآن مجید کی آیت "واذا الرسل اقتت" کی تفسیر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب سب رسول اپنے وقتِ مقررہ پر لائے جائیں گے۔ یعنی ایک ایسا مامور کھڑا ہوگا جسے سب نبیوں کے نام دئے جائیں گے۔ یہ دعویٰ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی اور نے نہیں کیا۔ حضور فرماتے ہیں ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

مندرجہ ذیل شیعہ کتب کے حوالے سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا یہ رفیع الشان منصب اور مقام بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ بحار الانوار میں لکھا ہے:
"یقول یا معشر الخلائق .... الا ومن اراد ان ینظر الی محمد (ص) ... فھا انا ذا محمد" (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۰۲)
یعنی امام مہدی کہے گا۔ اے لوگو! تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ گویا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد کا ہی مضمون ہے۔ پھر لکھا ہے:
"یقول (المہدی) یا معشر الخلائق ..... امیر المؤمنین۔"
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۰۲)
یعنی امام مہدی کہے گا اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ میں ہی ابراہیم و اسمٰعیل ہوں اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہے تو سن لے کہ میں ہی موسیٰ اور یوشع ہوں۔ اور اگر کوئی تم میں سے عیسیٰ و شمعون کو دیکھنا چاہے تو سن لے کہ میں ہی عیسیٰ اور شمعون ہوں۔ اور اگر کوئی تم میں سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین [illegible] کو دیکھنا چاہتا ہے تو سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین میں ہوں۔"
پھر فرماتے ہیں: قولہ فھا انا ذا آدم یعنی فی علمہ وفضلہ واخلاقہ۔
(بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۰۹)
کہ امام مہدی کا یہ فرمانا کہ میں آدم ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ آدم کے علم و فضل اور اخلاق مجھ میں پائے جاتے ہیں۔

چونکہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں فنا تھے اس لحاظ سے آپ کی مثال اس شعر کی طرح تھی ؎

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

اسی مضمون کو مدِنظر رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے "من فرّق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رایٰ" کہ جس نے مجھ میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کیا اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ پہچانا۔
اپنے اس رفیع الشان منصب و مقام کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:
"اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے ..... اور مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی .... احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔"

پس یہ مبارک وجود دنیا میں آیا اور آکر چلا گیا۔ خوش نصیب وہ جنہوں نے اسے شناخت کیا۔ انہی سعیدوں کو حضور علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے تا وہ امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود کو شناخت کر لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور قیامِ امن

از محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

(۱)

اللہ تعالیٰ کی ذات تمام سلامتیوں کا سرچشمہ ہے جیساکہ قرآن مجید نے فرمایا:۔

"اسلام المؤمن المھیمن"
(حشر آیت ۲۴)

[illegible] عیب سے سلامت ہے اور دوسروں کو [illegible] رکھتا ہے۔ سب کو امن دینے والا ہے اور سب کا نگران ہے۔ اور جیساکہ رسول [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کے بعد دہرا تے رہتے تھے کہ اللّٰھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام۔ اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے اور تیری طرف سلامتی لوٹتی ہے۔

اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرے اور اس کے حکموں پر چلے تو دونوں جہان میں بہشتی زندگی پا لیتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے رب کو چھوڑ دے تو اپنے امن کو برباد کر دیتا ہے۔

بخاری شریف میں مسیح موعودؑ کے بارے میں ہے کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے بالکل اُٹھ جائے تو مسیح موعودؑ وہاں سے بھی ایمان لے آئیگا۔ چنانچہ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی انتہائی تڑپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ جو منبع امن ہے اس کی توحید اور عظمت اور محبت اور اس کے حبیب رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو دُنیا میں قائم کرنے میں صرف کر دی۔ آپؑ اپنی مشہور تصنیف کشتیٔ نوح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کریگا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔"

(۲)

قیام امن کے لئے نہایت اہم چیز اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے شفقت کا جذبہ ہے۔ قرآن مجید نے ابتداء ہی میں ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ الحمد للہ رب العالمین۔ ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہمارا خدا رب العالمین ہے وہ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ تمام لوگوں کا پروردگار ہے۔ لہٰذا ہماری ہمدردی اور محبت کے دائرے سے کوئی قوم یا کوئی انسان باہر نہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے صرف دو دن قبل ایک پیارا مضمون بعنوان پیغام صلح تحریر فرمایا تھا جس میں آپ نے خاص طور پر ہندوستان کی دو بڑی قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کو صلح کے لئے اپیل فرمائی تھی۔ اس میں آپ نے قرآن مجید کے اس بتائے ہوئے زرین اُصول کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے ہم وطنو! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئیں ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے۔ اور سب کیلئے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اس کے پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاقِ ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں۔ اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔"
(پیغام صلح صفحہ ۳۲)

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں بنی نوع انسان کی شفقت کا جو شدید جذبہ موجزن تھا۔ اس کا آپ ایک جگہ اس طرح ذکر فرماتے ہیں:۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھکر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔"
(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں شامل ہونے کے لئے جو شرائط مقرر فرمائی ہیں اُن میں سے یہ بھی ہیں کہ

"عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح۔"

اور

"عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائیگا۔"

الغرض [illegible] مسیح موعود [illegible] نے آ[illegible] [illegible] تبعیت [illegible] کی تقلید پیدا کی جس کے بغیر دنیا میں امن اور سلامتی ممکن نہیں ہے۔

(۳)

اسلام دُنیا میں امن و سلامتی کے حالات پیدا کرنے آیا ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں یہ پُر امن تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ تمام جہانوں کا رب ہے اس نے ہر قوم میں اپنے نبی بھیجتا رہا ہے۔ جیساکہ وہ فرماتا ہے:۔

"وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر" (فاطر آیت ۲۵)

یعنی کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہوشیار کرنے والا نبی نہ آیا ہو۔ اس آیت کریمہ کے ذریعہ تمام قوموں کے نبیوں کے تقدس کو قبول کر لیا گیا ہے۔ گو مسلمان اس تعلیم پر اجمالی ایمان لاتے رہے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کی تفصیلات کی طرف توجہ کو مبذول فرمایا اور اس اصول کو محض ایک فلسفہ تک محدود نہیں رکھا بلکہ عملاً نام لے کر اعلان کیا کہ دُنیا کی مختلف قوموں میں جو رسول یا اوتار یا مصلح گزرے ہیں وہ سب خدا کی طرف سے تھے اور ہم ان کی صداقت کے قائل ہیں اور ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے مختلف مذاہب کے درمیان ایک پُر امن فضا پیدا کر دی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ اُصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کی مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا ہے۔ اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح [illegible] تعریف کے نیچے آ گئی ہے [illegible] کی نگاہ سے دیکھتے ہیں [illegible] ہندوؤں کے مذہب [illegible] ہوں یا فارسیوں کے [illegible] یا چینیوں کے مذہب کے [illegible] کے مذہب کے یا عیسائیوں [illegible] [illegible]"

(تحفۂ قیصریہ)

[illegible] تعالےٰ کے [illegible] تحت ہندوستان سے [illegible] حضرت کرشن علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:—

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں پائی نہیں جاتی۔ وہ اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اُترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہندو بھائیوں کو بھی توجہ دلائی کہ وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جب گفتگو کریں تو تعظیم اور پاک الفاظ میں ہی کریں۔ (پیغام صلح)

جماعت احمدیہ ہر سال مختلف مقامات پر جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد کرتی ہے جس میں مختلف مذاہب کے پیشوایان کی سیرت اور کارناموں پر تقریریں کی جاتی ہیں۔ ایسے جلسوں کا انعقاد مذہبی رواداری اور عالمگیر امن کے قیام کے لئے نہایت مفید ہے۔

قرآن مجید نے دنیا میں امن کے قیام کے لئے ایک پیاری تعلیم یہ دی ہے کہ

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ آیت ۲۸۷)

یعنی دین کے بارے میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے قرآن مجید کی اس پُر امن تعلیم کے باوجود مسلمان اس خطرناک غلطی میں مبتلا ہو گئے تھے کہ آخری زمانہ میں جو مہدی آئیگا وہ کفار کے ساتھ جنگ کرکے یا تو انہیں مسلمان بنائے گا یا تلوار کے گھاٹ اُتار دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس باطل عقیدے کی پُر زور تردید فرمائی اور جہاد کی حقیقت سمجھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو جبراً [illegible] بنانے کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی تھی بلکہ کفار کے مظالم سے تنگ آکر محض دفاع کے طور پر تلوار اُٹھائی تھی۔ آپ نے فرمایا ا[illegible]

تو نفس کا جہاد ہے اور تبلیغ کا جہاد ہے۔ اور تلوار کا جہاد صرف ان حالات میں جائز ہے کہ کوئی قوم اسلام کو مٹانے کے لئے تلوار اُٹھائے اور موجودہ زمانہ میں ایسے حالات نہیں ہیں کہ جہاد بالسیف جائز ہو۔ موجودہ زمانہ میں اسلام پر تقریر اور تحریر سے حملے کئے جا رہے ہیں اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کے لئے انہی ذرائع کو اختیار کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:—

"ہاں اس قدر ضرور کہیں گے کہ یہ دن دین کی حمایت کے لئے لڑائی کے دن نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخالفوں نے بھی کوئی حملہ اپنے دین کی اشاعت میں تلوار اور بندوق سے نہیں کیا۔ بلکہ تقریر اور قلم اور کاغذ سے کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے حملے بھی تحریر و تقریر تک محدود رہیں۔ جیسا کہ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں کسی قوم پر تلوار سے حملہ نہیں کیا۔ جب تک پہلے اس قوم نے تلوار نہ اُٹھائی۔ سو اس وقت دین کی حمایت میں تلوار اُٹھانا نہ صرف بے انصافی ہے بلکہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہم تقریر و تحریر کے ساتھ اور دلائل شافیہ کے ساتھ دشمن کو ملزم کرنے میں کمزور ہیں۔"

(ایام الصلح صلا)

نیز فرماتے ہیں:—

"دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں۔ اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے انکا دین پھیلیگا۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

بخاری شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مسیح موعود کے بارے میں ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی وہ دینی لڑائیوں کو موقوف کرے گا۔ سو یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

فرما چکا ہے سیّد کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح کر دیگا جنگوں کا التوی
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ [illegible] آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ +

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے اغراض و مقاصد بقیہ صفحہ

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قلم و بیان کے اس دور میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ذریعہ جہاں اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا وہاں اسلام کے محاسن اور اسکی خوبیوں کو بھی اُجاگر کیا۔ آپ نے اسلام کی سربلندی اور اس کی کھوئی ہوئی شان و شوکت کو دوبارہ زمین پر قائم کرنے کیلئے بیس ہزار اشتہار اُردو اور انگریزی زبان میں شائع کروا کر ایشیا۔ یورپ اور امریکہ کے نامور مذہبی لیڈروں۔ نہاراجوں۔ عالموں۔ مدبروں۔ اور مصنفوں کو باقاعدہ بذریعہ رجسٹری ارسال فرمائے۔ جس میں آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خدمتِ اسلام کے لئے مامور فرمایا ہے پس جس کسی کو اسلام کے متعلق کوئی شبہ ہو یا کوئی اعتراض رکھتا ہو تو وہ اسے میرے روبرو پیش کرے میں اسے تسلی بخش جواب کے ساتھ مطمئن کرونگا اور اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان دکھاؤنگا۔

بغور دیکھا جائے تو احیاء دین و قیام شریعت اور اعلائے کلمۂ اسلام پر مشتمل آپ کی یہ جلیل القدر مساعی تاریخِ احمدیت کے کروڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ کے اشد ترین معاند مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کی تصنیف لطیف براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

"ہماری رائے میں یہ کتاب (یعنی براہین احمدیہ مصنفہ حضرت مرزا صاحبؑ) اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی...... اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ سے کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی۔ قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اُٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو...... مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے"۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۷)

الغرض سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کی نصرت و تائید سے احیائے دین اور اقامت شریعت کے فریضہ کو نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیا اور دنیا سے اس وقت تک رخصت نہ ہوئے جب تک کہ اسلام کی حقانیت اور اسکی سچائی کو دنیا سے منوا نہ لیا۔ اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپؑ کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی جاںنثار و فدائی جماعت بھی عطا فرمائی جسکی ہمہ گیر ترقی کی اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ:—

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دینگے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولیگا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا بہت سی روکیں پیدا ہونگی ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دیگا اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(تجلیات الٰہیہ ص۲۱)

آج بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ اپنے علم و معرفت۔ دلائل شقہ اور پے در پے نازل ہونے والی تائیدات سماوی کے باعث تمام اکنافِ عالم میں چھائی ہوئی ہے۔ اور اس کی دینی غیرت۔ اسلامی جوش و ولولہ اور پابندی احکام شریعت کا اعتراف علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر بھی بایں الفاظ کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ:—

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں۔"

(ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر ص۱۸)

الغرض جماعت احمدیہ اس مشن کی کامیابی کیلئے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا ہمہ تن مصروف ہے اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے تجدید دین اور اشاعت اسلام کی تکمیل کی مہم میں اپنی حقیر کوششوں کو بجا لاتے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو بار آور کرے اور ہمیں خلافت ثالثہ کی برکات سے متمتع فرماتے ہوئے اسلام کے عالمگیر غلبہ کی مہم میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے چند پہلو!

از مکرم غلام باری صاحب سیف ربوہ

جب سے ہوش سنبھالا مسیح موعودؑ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی سیرت پر موافق و مخالف کتب کا مطالعہ کیا۔ آپؑ کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے خوش نصیبوں کو ہی نہیں بلکہ آپؑ کے معاندین کو بھی جی بھر کر سُنا۔ اس مطالعہ اور اس جدوجہد کے بعد میں جس نتیجہ پر پہنچا وہ یہ تھا کہ آپؑ کی شخصیت اور سیرت اتنی دل موہ لینے والی اور آپؑ کے اخلاق اتنے عالی تھے کہ انہیں دیکھ کر جہاں خدا پر یقین رکھنے والا یہ پکار اُٹھتا تھا کہ ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست

یعنی یہ اخلاق اپنی کوشش سے پیدا نہیں کئے جا سکتے یہ کسب نہیں وہبی تھا وہاں یہ خیال بھی اُبھر کر سامنے آتا کہ یہ ہستی اس وجودِ باجودؐ کے نقشِ پا پہ قدم بقدم چلنے والی ہے جس نے فرمایا تھا،

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق

کہ میری بعثت کی غرض ہی اعلیٰ اخلاق کو معراج پر پہنچانا ہے اس لئے اگر یہاں کوئی وصف نظر آتا ہے تو یہ اُس وجود باجود کی اتباع کا کمال ہے جسے خود خدا نے کامل کیا تھا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ جس کی حیاتِ طیبہ مجھے بیان کرنی ہے وہ کہتے ہیں ؎

این آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیست
دیں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

یہ تپش جو مجھ میں ہے محمدی سورج کی وجہ سے ہے اور یہ آبِ حیات جو میں تقسیم کر رہا ہوں یہ محمدی چشمہ کا شیریں پانی ہی تو ہے

کسی مذہبی انسان یا مسلمان کی سیرت کا درخشندہ ترین اور اہم ترین حصہ اس کا مذہبی پہلو ہے اس کا ذوقِ عبادت کیا تھا؟ خدا اور اس کے رسول اور اس کی کامل اور آخری کتاب سے اس کو کتنا عشق و شغف تھا۔ کیا مذہب کا نام ہی اس کی زبان پر تھا یا اس کی محبت اس کے دل میں بھی سرایت کر چکی تھی۔

عبادت میں شغف

جب ہم اس بارہ میں مسیح موعودؑ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو بچپن سے لے کر آپؑ کے آخری سانس تک ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ عبادت آپؑ کی روح کی غذا تھی آپؑ کی کثرت اور پابندی نماز کی وجہ سے آپ کے والدِ محترم آپ کو مسیتڑ کہا کرتے تھے[1] پنجابی زبان میں مسیتڑ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنا زیادہ وقت مسجد میں گذارے۔ اگر کوئی آپ کے والدِ محترم سے آپ کے بارے میں پوچھتا کہ چھوٹے مرزا صاحب کہاں ہیں؟ تو آپ فرماتے کہ مسجد کی کسی صف میں لپٹا دیکھو یا کسی لوٹے کی ٹونٹی میں

نماز باجماعت کا آپؑ اتنا اہتمام فرماتے کہ دعویٰ ماموریت سے قبل قادیان کے ایک غریب لیکن دل کے غنی نابینا حافظ معین الدین کو اپنے گھر لے گئے ان کے خورد و نوش کے متکفل ہوئے کہ تم قرآن یاد کرنا اور ہم اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے[2]

نماز آپ تعدیلِ ارکان اور خشوع و خضوع سے ادا فرماتے نماز میں سوز و گداز کی یہ کیفیت تھی کہ آپؑ کے ایک مخلص مرید حدیث کے ممتاز عالم مکرم قاضی امیر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حکیم مولانا نور الدین صاحبؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ مغرب کی نماز میں حاضر ہوا تو دیکھا حضرت مسیح موعود نماز پڑھا رہے ہیں۔ آپ نے نماز میں چھوٹی چھوٹی دو سورتیں مگر سوز و گداز کی وجہ سے لوگوں کی چیخیں نکل رہی تھیں[3]

آپ کی نماز کی پابندی کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ آپ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے کچہری میں حاضر تھے جب نماز کا وقت آ گیا تو آپ ایک درخت کے نیچے نماز ادا کرنے لگ گئے نماز کے دوران عدالت سے آپ کو آوازیں آنا شروع ہوئیں مگر آپ نماز پڑھتے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ عدالت کا ملازم آپ کے سامنے کھڑا ہے آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے عرض کی مرزا صاحب مبارک ہو مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہو گیا ہے[4]۔ [illegible] میں یہ وضاحت کر دوں کہ مقدمہ کی پیروی آپؑ نے اپنے والد صاحب کے حکم کی وجہ سے کی ورنہ آپ اسے پسند نہ فرماتے تھے[5]

---

[1] سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۰۳ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ
[2] اصحاب احمد صفحہ ۲۸۸ جلد ۱۳
[3] سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۵
[4] سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۵
[5] کتاب البریہ صفحہ ۱۵۰ تا صفحہ ۱۵۴

میں نے کہا تھا کہ عہد سے لحد تک عبادت ہی آپؑ کی روح کی غذا تھی آپ کے صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ جو بوقتِ وفات آپ کے قریب تھے آپ کے آخری لمحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”انسانی مقدور کے مطابق علاج میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی گئی لیکن کمزوری لحظہ بہ لحظہ بڑھتی گئی ضعف بڑھ گیا اور نبض ڈوبنے لگی۔ زبان اور گلا بھی خشک ہو گیا بولنے میں بھی تکلیف محسوس ہوتی تھی زبان پر یہ جاری تھا اے میرے پیارے اے میرے پیارے اللہ اے میرے پیارے اللہ .... صبح کی نماز کا وقت ہوا تو نحیف آواز میں دریافت فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ ایک خادم نے عرض کی کہ ہاں حضور ہو گیا ہے اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی۔ مگر اسی دوران بیہوشی کی حالت ہو گئی جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی اس کے بعد نیم بیہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ میرے پیارے اللہ سنائی دیتے تھے“ (سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۳ و صفحہ ۱۸۴)

اور یہی الفاظ آپ کے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھے جب آنحضورؐ کا دمِ واپسیں تھا یعنی اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اے اللہ اے بلند و برتر ساتھی۔ اے اللہ اے بلند و برتر ساتھی! یہ کہتے کہتے وہ مقدس روح ملاءِ اعلیٰ میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عشقِ رسولؐ متاعِ ایمان ہے اگر کسی مسلمان کے دل میں عشقِ رسولؐ کی آگ شعلہ زن نہیں تو پھر دعویٰ ایمانی ہی عبث ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مطاع سے ایسا عشق تھا کہ زبان اسے بیان نہیں کر سکتی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو بھی لوازم اور اثرات ہیں وہ سب آپ کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں

محبت کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ محب اپنے دل و دماغ، احساسات و ادراکات کو محبوب کے تابع کر دیتا ہے وہ "من و تو" کی منزل سے گذر جاتا ہے اور اپنے وجود کو درمیان سے محو کر دیتا ہے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی اپنے محبوب سے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

(ایک غلطی کا ازالہ)

میرے لاثانی محبوب۔ میں تو ہو گیا اور تو میں ہو گیا یعنی من و تو کا فرق مٹ گیا میں جسم ہو گیا تو روح ہو گیا۔ یہ کیفیت اس لئے ہوئی تا اس کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں اور تو اور ہے۔

محبت کی ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ محب ہر وقت اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اس کی زبان پر اسی کا نام ہوتا ہے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ کیفیت تھی اپنے محبوب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں ؎

یا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ
مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ اٰنٖ

اے محبوب تیری محبت میری روح میرے ادراکات اور دل میں گھر کر چکی ہے اے میری رونق کے گلستان! تیرے چہرہ کی یاد سے میری زندگی کا کوئی لمحہ خالی نہیں

عشق و محبت کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ محبوب کی ہر چیز سے پیار ہوتا ہے محبوب کی طرف جو بھی منسوب ہو وہ بھی محبوب ہو جاتا ہے۔ عربی میں محاورہ ہے ”حَبِیْبُ حَبِیْبِیْ حَبِیْبِیْ“ کہ دوست کا دوست میرا بھی دوست ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کیفیتِ محبت کو یوں بیان فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

کہ میری جان اور میرا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر قربان ہے اور میری خاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے

کوچہ پر قربان۔

اس محبوب کے پیاروں سے آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار محرم کے مہینہ میں گھر میں بچوں کو شہادتِ حسینؓ کا واقعہ سنا رہے ہیں انگلیوں کے پوروں سے آنسو پونچھے جاتے ہیں اور یہ دردناک واقعہ ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں۔

یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں جکڑ لیا۔ [1]

عشق و محبت کا ایک مظہر یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کا کسی کو شریک نہیں بناتا اس کا دل محبوب کی یکتائی کا ہی قائل رہتا ہے اس کے حسن کا گرویدہ ہو کر وہ کسی اور حسن کو خاطر میں ہی نہیں لاتا اور بخدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا صاحبِ جمال تو دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں نے اس حسن کا مشاہدہ کیا تو پکار اُٹھے ؎

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہِ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

یوسف سے تشبیہ دینے والو! تم میرے محبوب کے حسن کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے مجھے تو اس آمنہ کے لالؐ کی ٹھوڑی کے گڑھے میں لاکھوں یوسف نظر آ رہے ہیں اور مسیح کے احیاءِ موتی کا ذکر کرنے والو! میرے محبوب کی پھونک کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ آپؐ کے دم سے بے شمار مسیح پیدا ہوئے۔

محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبوب کی جدائی کے تصور سے محب کا دل کانپتا ہے وہ ان لمحات میں ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتا ہے وہ وقت اس کے لئے قیامت سے کم نہیں ہوتا۔ جس دن حسانؓ کا محبوبؐ صحابہؓ کا محبوبؐ۔ لولاک لما خلقت الافلاک کا مصداقؐ خدا کو پیارا ہوا مدینہ کی گلیوں میں حسانؓ روتا ہوا یہ شعر پڑھتا تھا۔ ؎

کنتَ السوادَ لناظری فعمی علیکَ الناظرُ
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنتُ اُحاذرُ

اے محبوب تو میری آنکھ کی پتلی تھا تو نہیں رہا تو میں اندھا ہو گیا تیرے بعد اب جو بھی مرے مجھے تو تیرا ہی اندیشہ تھا۔

اسی محبوب پر چودہ سو سال گزرنے کے بعد مسیح موعود علیہ السلام تنہائی میں حسانؓ کا یہ شعر گنگناتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو سیل رواں ہے اور فرماتے ہیں کاش یہ شعر میں نے کہا ہوتا اور میرا سارا دیوان

---

[1] درِّ منثور صفحہ ۳۹

حسانؓ کا ہوتا۔ [2]

عشق و محبت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ محب محبوب کے حق میں بُرا سن نہیں سکتا محبوب کے بدخواہوں کو وہ اپنا دشمن سمجھتا ہے عشق و محبت کے اس جذبہ کا مسیح موعود علیہ السلام اپنی آخری تصنیف میں اس طرح ذکر فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کر لیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور اپنے ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں" [3]

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں:۔

"میرے دل کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت پہنچتی ہے جب میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ان کا تمسخر اور استہزاء اور حضورؐ کی عزت پر ان کے ناپاک حملے سنتا ہوں خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور میری اولاد کی اولاد میری نظروں کے سامنے قتل کر دی جائے اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور ان کی آنکھوں کی پتلیاں نکال دی جائیں اور ہر خواہش اور مراد سے میں محروم کر دیا جاؤں تب بھی مجھے وہ صدمہ اور تکلیف نہ ہو جو مجھے ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی اور گستاخی سے ہوتی ہے۔ اے اللہ ہمارے حال پر رحم کر اور دیکھ ہم کس آزمائش کی بھٹی میں ڈالے جا رہے ہیں" [4]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روحانی طور پر جو کچھ ملا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے ملا آپ کا ہر مرتبہ۔ ہر قدم۔ ہر مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی افاضہ کا

---

[2] درِّ منثور صفحہ ۲۸-۲۹ [3] پیغام صلح صفحہ ۳۰
[4] آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۵

مرہونِ منت ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر میرے اعمال پہاڑوں کے برابر ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ ہوتی تو مجھے رائی کے برابر بھی کچھ نہ ملتا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا تھا:۔

"ہمارے معجزات سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں ہمارا کچھ نہیں"۔ [1]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت آپ کی زندگی میں نہیں کی تھی لیکن انہوں نے جو کچھ گھر میں دیکھا اس کی بنا پر وہ شہادت دیتے ہیں۔

ایک بات میں نے والد صاحب میں خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصّہ سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو والد صاحب کو عشق تھا ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا"۔ [2]

اے اللہ ہم گنہگاروں کو بھی عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما۔ ایسا عشق کہ جس کی ایک چنگاری فانی محبتوں کو جلا کر راکھ کر دے آمین یا ربّ العالمین

عشقِ قرآن

قرآن خدا کی آخری کتاب ہے یہ وہ وحی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اس کے رسولؐ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کتاب سے بھی محبت ہو جو محبوبِ خدا لائے اور قرآن کے معنوی حسن کو صرف وہی بیان کر سکتا ہے جس نے اس کے معانی بیکراں کے بحر میں شناوری کی ہو۔ قرآن انسان کو ظلمات سے نکالتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ ؎

یوسف بقعرِ چاہے محبوس ماند تنہا
وِیں یوسفے کہ تن ہا از چاہ بر کشیدہ

حسن و جمال کا پیکر یوسف تو تنہا کنوئیں کی تہہ میں گرا ہوا تھا۔ مگر میرے یوسف یعنی قرآن نے بہت سے لوگوں کو کنوئیں سے نکالا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

---

[1] ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۴۷
[2] درِّ منثور صفحہ ۳۶

از نورِ پاکِ قرآں صبحِ صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ
ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

شعراء طلوعِ آفتاب اور سحر پھوٹنے کے دلفریب نظارے بیان کرتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک قرآن کی سحر ہی حقیقی سحر ہے جس سے ظلمات کے پردے چاک ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہو گئی اور دل کے غنچوں سے بادِ صبا چلنے لگی جس سے دل کے غنچے چٹکنے لگے ایسی روشنی اور چمک تو دوپہر کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حسن تو کسی چاندنی میں نہیں جب رات کو آسمان پر چاند دمکتا ہے تو اس کی دلکشی اہلِ دل کو لبھاتی ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی شعراء چاند کی تعریف کرتے رہے لیکن قرآن کے یہ عاشقِ صادق فضائلِ قرآنِ مجید کی نظم کا آغاز ہی اس شعر سے کرتے ہیں ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

جس گلی کوچوں اور در و دیوار سے محبت ہو انسان اس کا طواف کرتا ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام کا محبوب قرآن تھا کہ وہ خدا کا کلام تھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا آپ فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

آپ کے عشقِ قرآن کے بارہ میں علامہ اقبال کے استاد مولانا سید میر حسن تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پُر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر۔ کھڑے ہو کر۔ ٹہلتے ہوئے تلاوت کیا کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی"۔ [1]

میرا ایقان و ایمان ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فقرہ انشاء اللہ مستقبل میں سنہری حروف سے ایوانوں میں لکھا جائے گا:۔

"جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"۔ (کشتی نوح)

[illegible]

---

[1] حیات طیبہ مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ ۳۲

موعودِ اقوامِ عالم

ہیں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں ٭ نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(از مکرم مولوی عبد الحق صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اتر پردیش)

مذہب خدا کا قول اور سائنس خدا کا فعل ہے ۔ پس جس طرح موجودہ سائنسی ایجادات نے ہماری اس دُنیا کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے اور کرہ ارض پر بسنے والے انسانوں کو ایک دوسرے کے بہت ہی قریب کر دیا ہے ۔ اسی طرح آج اللہ تعالےٰ نے موعود اقوام عالم کو مبعوث فرما کر تمام مذاہب کو روحانی اعتبار سے ایک ہی پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کیا ہے ۔ ہر ذی شعور انسان اس پہلو پر غور کرتا ہوگا اور اسے غور کرنا بھی چاہیئے کہ جب مادی اعتبار سے سائنس کی حیرت ناک ایجادات نے ہمیں ایک دوسرے سے قریب تر کر دیا ہے تو روحانی اعتبار سے مذہبی صداقتیں ہمیں ایک پلیٹ فارم پر کیوں جمع نہیں کر سکتیں ۔

ایک نمایاں فرق

آج انسان سائنسی آلات کے ذریعہ سے ہزاروں میل سے خبریں سن لیتا ہے ۔ لیکن ابھی تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا جو اُسے آنے والے کل میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی خبریں آج ہی سُنا دے ۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے ۔

فلا یظہر علی غیبہ احدا الا
من ارتضی من رسول ۔

اللہ تعالےٰ اپنے محبوب بندوں پر جب اپنا غیب ظاہر کرتا ہے تو ہزاروں سال کے بعد پیش آنے والے واقعات کا نقشہ ہوبہو کھینچ دیتا ہے ۔ اور یہ اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ اس غیب کے علم میں ان عاجز بندوں کا کوئی دخل نہیں بلکہ خدائے علیم و خبیر کا براہ راست دیا ہوا علم ہے جو وہ لوگوں تک پہنچاتے ہیں ۔ اسی بنیاد پر تمام الہامی مذاہب دورِ حاضر میں ایک موعود اقوام عالم کی بعثت کی خبر دے رہے ہیں ۔ چنانچہ عیسائی اور یہودی مسیح کے ، ہندو کلکی اوتار یا کرشن ثانی کے ، بدھ مت والے "میتریا" (مسیحا) نامی مثیل بدھ کے ، سکھ دھرم کے پیرو پرگنہ بٹالہ میں قادیان والے گورو کے ، پارسی ایک فارسی الاصل کے اور مسلمان ایک مسیح و مہدی کی آمد کا عقیدہ رکھتے ہیں ۔ اور یہ ایک عجیب الٰہی تصرف ہے کہ یہ تمام پیشگوئیاں ایک دوسری میں پیوست ہو کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود میں پوری ہو رہی ہیں ۔ اور روحانی اعتبار سے مذاہب عالم کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر لانے کا باعث بن رہی ہیں ۔

وقت اور زمانہ

موعود اقوام عالم کی بعثت کا وقت اور زمانہ مختلف مذاہب کی رو سے اس طرح بتایا گیا ہے :۔

عیسائیت

دانی ایل باب ۱۲ میں لکھا ہے :۔

"جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی ۔ اور بتوں کو تباہ کیا جائیگا ۔ ایک ہزار دو سو نوے دن ہونگے مبارک وہ جو انتظار کیا جاتا ہے "

الہامی کتب میں دن سے مراد سال بھی ہوتا ہے ۔ بتوں کو بیت اللہ سے نکال کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تباہ کیا تھا ۔ اور موسوی شریعت کو منسوخ کر کے ان کی دائمی قربانی کو جو روزانہ ہیکل پر ایک بکرا ذبح کر کے دی جاتی تھی حضورؐ نے موقوف کیا اور اس کے ٹھیک بارہ سو نوے سال گذرنے پر موعود اقوام عالم کا ظہور ہوا ۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ہجری (۱۲۹۰) میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا "

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

لفظ "مبارک" بھی قابل غور ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جہاں مثیل مسیح کی آمد کی پیشگوئی بیان فرمائی ہے ۔ وہاں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم مجھے ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے "

(متی باب ۲۳)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مسیح خود نہیں آئیگا بلکہ اس کا مثیل آنے والا تھا ۔ جو آچکا ۔

مسٹر بی ۔ جے ۔ ڈمیل ایک عیسائی محقق نے اپنی مشہور کتاب THE APPONTEDTIME میں لکھا ہے :۔

"ہمارے لحاظ سے مسیح کی آمد ثانی ۱۸۹۸ء سے تجاوز نہیں کر سکتی "

اسلام

قرآن کریم کی سورہ سجدہ میں بتایا گیا ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ پہلے امر اسلام کو آسمان سے زمین پر قائم کرے گا پھر ایک ہزار سال میں وہ آسمان پر چڑھ جائے گا ۔ " (یدبر الامر الخ) حدیث نبوی میں خیر القرون تین صدیاں بتائی گئی ہیں جن میں اسلام قائم ہوگا ۔ یہ تیرہ سو سال بنتے ہیں ۔ اور ٹھیک تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز پر حضرت مسیح و مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "النجم الثاقب" میں درج ہے کہ "۱۲۰۰ سال (بعد از ہجرت) گذر جائیں گے تب اللہ تعالےٰ امام مہدی کو بھیجے گا " ایک مشہور اہل اللہ عالم حافظ برخوردار صاحب اپنی تصنیف "انواع" میں فرماتے ہیں ؎

پچھے اک ہزار دے گذرے ترے سے سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

یعنی تیرہ سو سال گذرنے پر عیسیٰ حَکم و عدل کا ظہور ہوگا ۔

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی نے امام مہدی کے ظہور کی تاریخ لفظ "چراغ دین" سے بحروف ابجد ۱۲۶۸ نکالی ہے ۔ اسی کے قریب قریب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے سیف مسلول میں تیرھویں صدی علماء ظاہر و باطن کے حوالے سے بتائی ہے (حجج الکرامہ)

"حضرت شاہ عبد العزیز نے اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ بعد بارہ سو ہجری کے حضرت مہدی کا انتظار چاہیئے " (اربعین فی احوال المہدیین)

ان تمام حوالہ جات سے جو مشتے از خروارے کے طور پر پیش کئے گئے ہیں ۔ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کی پیدائش کا زمانہ تیرھویں صدی ہجری ہے ۔ اور ظہور تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا آغاز بتایا گیا ہے مشاہدہ بھی یہی ہے کیونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تیرھویں صدی کے وسط میں پیدا ہوئے ۔ اور تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں مکمل قوت سے حیّز فعل میں آئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اور جیسا کہ غلام احمد قادیانی کے عدد ۱۳۰۰ ہیں وہ تیرھویں صدی میں ظاہر ہوا " (ازالہ اوہام صفحہ ۷۷)

فرمایا :۔

"نیز جیسا کہ عیسیٰ عند منارۃ دمشق سے چودہ سو کا عدد مفہوم ہوتا ہے چودھویں صدی کے سر پر وہ مسیح موعود آیا "

(شہادۃ القرآن صفحہ ۹۰)

ہندو دھرم

ہندو ماہرین بھی اپنی مذہبی پیشگوئیوں کے مطابق یہی زمانہ بتاتے ہیں ۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"۱۹۰۰ء کے بعد کلمنۃ اللہ کا ایک نیا ظہور اور زمین پر خدا کا ایک نیا اوتار ہوگا جو انسانیت کے لئے وہ کچھ کرے گا جو مسیح نے اپنے زمانہ میں کیا " (تھیوسوفی ۸ جولائی ۱۸۹۹ء)

بدھ دھرم

گیا (بہار) میں بدھوں کا ایک خوبصورت نیا مندر تعمیر ہوا ہے اس میں مہاتما بدھ اور دوسرے بزرگوں کی مورتیاں رکھی ہیں ۔ ایک مورتی سب سے بڑی ہے اور اس کے متعلق تختی پر لکھا ہے کہ یہ پیشگوئی کے مطابق اس "بدھ" کی مورتی ہے جو عنقریب ظاہر ہونے والا ہے ۔ جب وہاں کے مجاوروں سے خاکسار نے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کا نام "میتریا" (مسیحا) ہے ۔ جو پیدا ہو چکا ہے ۔ اور اب ظاہر ہونے والا ہے ۔ یہ ایسا ہی خیال ہے جیسا کہ اب تک غیر احمدی علماء لوگوں کو بتاتے رہتے ہیں کہ مہدی پیدا ہو چکا ہے ابھی ظاہر نہیں ہوا ۔ حالانکہ آنے والا آچکا ہے اور زمین کے کناروں تک شہرت پا چکا ہے اور ایک کروڑ سے بھی زیادہ اس کے جانثار دنیا میں موجود ہیں ۔

سکھ دھرم

(ترجمہ از پنجابی)

"بھیرو نے پوچھا کہ گورو صاحب ! کبیر بھگت سے بڑا کوئی اور بھی بھگت ہوگا گورو صاحب نے فرمایا کہ ہاں مرد نیارا ایک زمیندار "جٹیٹا" ہم سے ایک سو برس بعد ہوگا "

(جنم ساکھی وڈی صفحہ ۲۵۱)

یہاں "جٹیٹا" یعنی زمیندار کا لفظ قابل غور ہے ۔ کیونکہ حدیث نبوی میں بھی مہدی کو حارث الحراث یعنی زمیندار بتایا گیا ہے ۔

سکھ صاحبان کے مسلمہ عقیدہ کی رو سے حضرت بابا گورو نانک صاحب سے لیکر گورو گوبند سنگھ جی تک ایک ہی سلسلہ ہے کہ خالصہ مذہب کی بنیاد گورو نانک جی نے ڈالی اور اس کو دنیا پر ظاہر کرنے والے گورو گوبند سنگھ صاحب ہوئے ۔ اور گورو گوبند سنگھ صاحب نے فرمایا کہ :۔

"ہمارے بعد تمہارے گورو گرنتھ صاحب ہونگے "

(تواریخ گورو خالصہ)

یہ تمام گورو اپنا تخلص نانک کرتے تھے ۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کی وفات ۱۷۶۵ء بکرمی کو ہوئی ۔ اس کے ایک سو سال گذرنے کے بعد ۱۸۹۱ بکرمی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے ۔ گرنتھ صاحب میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

"ہون الٹھ سے جاون ستانویں
اک ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلا "

(تلنگ محلہ ا صفحہ ۳۷)

یعنی ایک مرد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا شاگرد اس وقت اٹھے گا ، یعنی سمت ۱۸۹۷ ۔ اور

۱۸۹۵ء کے درمیان۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مقامِ ظہور

اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"مہدی ایک بستی سے ظاہر ہوگا جسے کادعہ کہا جائیگا اللہ تعالیٰ اس کے دعوے کی تصدیق کرے گا۔"
(جواہر الاسرار قلمی)

ایک مسلّمہ بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف فرماتے ہیں:۔

"کادعہ دراصل معرب کادیاں است۔" (اشارات فریدی جلد ۳ صفحہ ۷۰)

یعنی کادعہ اصل میں عربی زبان میں کادیان کا نام ہے۔ دوسری زبان میں جانے سے الفاظ کے تلفظ میں اکثر فرق آجاتا ہے۔

احادیث نبوی سے یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی کا ظہور ہندوستان سے ہوگا۔ فرمایا:۔

"میری اُمت کی دو بڑی جماعتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کیا ہے۔ ان میں سے ایک جماعت ہندوستان میں جہاد کرے گی اور ایک جماعت عیسےٰ بن مریم کے ساتھ (ہند میں) ہوگی۔"
(نسائی باب غزوۃ الہند جلد ۲)

نیز فرمایا:۔

"ہندوستان میں جہاد کرنے والی جماعت جس مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی اس کا نام احمد ہوگا۔"
(رواہ البخاری فی تاریخہٖ)

یہ تمام روایات سچی ثابت ہوئی ہیں کیونکہ واقعی مہدی کا ظہور ہندوستان اور قادیان میں ہوا ہے۔

فرمایا:۔

"کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے جو مہدی اپنے روحانی بادشاہ کے لئے جگہ بنائیں گے۔"
(ابن ماجہ مصری صفحہ ۵۱۹)

ہندوستان عرب ممالک سے ٹھیک مشرق میں واقع ہے اور قادیان ٹھیک دمشق سے مشرق میں واقع ہے۔ انجیل میں بھی مسیح کا مشرق سے ظہور بتایا گیا ہے۔ اور یہ عجیب الٰہی تصرف ہے کہ دسویں صدی ہجری سے لیکر آخر تک مسلّمہ مجددین کرام ہندوستان میں ہی مبعوث ہوتے رہے ہیں (حجج الکرامہ)

ہندو دھرم اتھروید سوکت ۹۷ منتر ۳ میں لکھا ہے:۔

"یعنی اس (احمد) رشی کا بہادری بھرا مقام قدروں (قادیان) ہی پوری طرح بتایا گیا ہے۔ اس کے حیرت انگیز کاموں کے باعث اس کی شہرت کو کون نہیں سنیگا۔"

یعنی سب سنیں گے۔" (ترجمہ از سنسکرت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

یہ پیشگوئی اظہر من الشمس ہوکر پوری ہوچکی ہے۔

سکھ دھرم جنم ساکھی کی ایک عبارت قبل ازیں پیش کی گئی ہے اس کے بعد کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے:۔

"گورو تحصیل بٹالہ میں ہوگا اور کبیر بھگت سے بڑا ہوگا۔"

چنانچہ قادیاں تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں گٹکے میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ:۔

"وخت نہ پائیو قادیان جے لکھن لیکھ قرآن"

یعنی جب قادیان والے تفسیر قرآن لکھیں گے تو اے میرے ماننے والو تم انہیں مصیبت میں نہ ڈالنا۔ یہ پیشگوئی بھی نہایت ایمان افروز انداز میں پوری ہوئی ہے۔

اسمِ گرامی احمد

اسلام سورہ "الصف" میں مسیح موسوی کی زبانی مسیح محمدی کے متعلق بشارت دی گئی تھی۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ احمد کا مظہر ہوگا۔ اور "اسمہٗ احمد" اس کا نام احمد ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی اس کے مطابق ہے کہ "بشریٰ لک یا احمدی" یعنی اے میرے احمد بشارت تیرے ہی لئے تھی (یعنی مبشراً برسول کی عیسوی بشارت)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ مہدی کا ذکر فرمارہے تھے فرمایا اس کا نام احمد ہوگا۔" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۱)

نیز فرمایا:۔

"ایک جماعت ہندوستان میں مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی جس کا نام احمد ہوگا۔" (النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۷)

حضرت نعمت اللہ ولی نے بھی اپنی ایک مشہور پیشگوئی میں مہدی وقت اور عیسیٰ دوراں کا نام بتاتے ہوئے فرمایا ہے ؎

اح م د مے خوانم نام آں نامدار مے بینم

یعنی اس امام نامدار کا نام احمد ہوگا۔

ہندو دھرم (قدروں میں آنے والا) رشی احمد ہی فی الحقیقت اپنے روحانی باپ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی صداقت کو پکڑے گا اور وہ یہ کہے گا کہ اے لوگو! اس صداقت کے باعث میں تم میں سورج جیسا پیدا ہوا ہوں اور اسی اپنے روحانی باپ ہی کی تعلیم سے میں اپنے اقوال کو مزین کرتا ہوں۔ جس سے میں خود بھی طاقت حاصل کرتا ہوں۔
(ترجمہ اتھروید سوکت ۱۵ منتر ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"
(کشتی نوح صفحہ ۵۶)

پُر عظمت خاندان

مختلف مذاہب کی رو سے موعود اقوام عالم کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کس خاندان میں پیدا ہوگا۔

اسلام قرآن کریم کی سورہ جمعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک "امیین" میں دوسری "آخرین" یعنی "آخرین" میں مبعوث ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے حضور ؐنے فرمایا کہ

"اگر ایمان ثریا تک اُٹھ جائیگا تو ایک فارسی الاصل اسے پھر سے لے آئیگا۔" (بخاری کتاب التفسیر)

پارسی مذہب فارسی الاصل کے متعلق حضرت زرتشت کی پیشگوئی اس طرح ہے۔

"اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی ہوگا۔ تو کسی کو تیرے فرزندوں (فارسی الاصل) میں سے کھڑا کرونگا۔ اور پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں سے نہیں اُٹھاؤنگا۔"
(فرہنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ھ صفحہ ۱۹۰)

سنی مسلمانوں میں قبر پرستی اور شیعہ مسلمانوں نے کربلا کی خاک کی ٹکیہ پر سجدے کئے۔ اور اسی طرح ان میں خاک پرستی پیدا ہوگئی۔ فرقہ در فرقہ ہوئے تب فارسی الاصل کا پیشگوئی کے مطابق ظہور ہوا۔

سکھ دھرم "اللہ تعالیٰ ایک شخص کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کرے گا جو مہدی میر ہوگا۔ وہ مستقل مزاج اور خلیق ہوگا وہ دجال کو قتل کرے گا۔" (ترجمہ دسم گرنتھ)

اس میں لفظ "میر" قابل غور ہے حضرت گورو نانک نے "بابر کو بھی بابر میر" کے الفاظ سے پکارا ہے۔ گویا میر سے مراد "مرزا" ہے اور اس طرح اس میں بھی "فارسی الاصل" کی بشارت دی گئی ہے جو مہدی بھی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فارسی الاصل تھے چنانچہ آپ کے بڑے مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں فارسی الاصل ہیں۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳)

حضور ؑ فرماتے ہیں:۔

"وہ فارسی الاصل شخص یہی ہے اور مسیح موعود ہے۔ اور وہ میں ہوں .... تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی نے خدا تعالیٰ کے الہام سے علم پاکر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس پیشگوئی لنالہ رجل من فارس کا مصداق میں ہوں۔"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۸)

آسمانی نشان چاند اور سورج کا آسمانی نشان بھی مختلف مذاہب کی رو سے موعود اقوام عالم کی صداقت پر نہایت پر عظمت گواہی دے رہا ہے۔ قرآن کریم کی سورہ القیمٰہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یعنی جب نظر پتھرا جائے گی اور چاند کو خسوف ہوگا اور سورج اور چاند دونوں کو خسوف کی حالت میں جمع کر دیا جائیگا۔

اس کی تفصیل حدیث نبوی میں اس طرح پیش کی گئی ہے۔

فرمایا "ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند گرہن ہوگا (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی یعنی تیرھویں رات کو اور گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔" یہ نشان متعدد اسلامی کتب میں درج ہے۔

انجیل میں بھی سورج اور چاند کے تاریک ہونے کی علامت مثیل مسیح کے ظہور کی بتائی گئی ہے۔ (متی ۲۴/۲۹) سکھ گرنتھوں میں بھی سورج چاند گرہن کرشن ثانی اور پرگنہ بٹالہ میں بھگوان گورو کے آنے کی علامت لکھا ہے۔ (گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۹۵)

ہندو مذہب بھی بتاتا ہے:۔

"جب سورج اور چاند اکھٹے ہو جمع ہوجائیں گے تب ست یگ شروع ہوگا۔"
(بھاگوت پران شلوک ۱۱۳)

چنانچہ چاند سورج کا یہ موعود گرہن جو تمام مذاہب کی کتب میں آنے والے کا عظیم الشان نشان بتایا گیا ہے۔ مارچ ۱۸۹۴ء (ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ) میں لگ چکا ہے جسے تمام دنیا نے ریکارڈ کرلیا۔ (اخبار آزاد ۱۸ دسمبر ۱۸۹۶ء اور سول ملٹری گزٹ ۶ دسمبر ۱۸۹۶ء) اس وقت حضرت مرزا صاحب کے دعوے مہدویت پر تین سال گذر چکے تھے۔

پیشگوئی کے کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۲۳ پر)

۱۸۹۴ء کے درمیان۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مقامِ ظہور

اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

"مہدی ایک بستی سے ظاہر ہوگا
جسے کادعہ کہا جائیگا اللہ تعالےٰ
اس کے دعوے کی تصدیق کرے گا"
(جواہر الاسرار قلمی)

ایک مسلمہ بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف فرماتے ہیں:۔

"کادعہ دراصل معرب کادیاں
است" (اشارات فریدی جلد ۳ ص ۱۱)

یعنی کادعہ اصل میں عربی زبان میں کادیان کا نام ہے۔ دوسری زبان میں جانے سے الفاظ کے تلفظ میں اکثر فرق آجاتا ہے۔

احادیث نبویؐ سے یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی کا ظہور ہندوستان سے ہوگا۔ فرمایا:۔

"میری اُمت کی دو بڑی جماعتیں
ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے آگ سے
آزاد کیا ہے۔ ان میں سے ایک
جماعت ہندوستان میں جہاد کرے
گی اور ایک جماعت عیسےٰ بن مریم
کے ساتھ (ہند میں) ہوگی"
(نسائی باب غزوۃ الهند جلد ۲)

نیز فرمایا:۔

"ہندوستان میں جہاد کرنے والی
جماعت جس مہدی کے ساتھ ملکر
جہاد کرے گی اس کا نام احمد ہوگا"
(رواہ البخاری فی تاریخہ)

یہ تمام روایات سچی ثابت ہوئی ہیں کیونکہ واقعی مہدی کا ظہور ہندوستان اور قادیان میں ہوا ہے۔

فرمایا:۔

"کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے جو
مہدی اپنے روحانی بادشاہ کے
لئے جگہ بنائیں گے"
(ابن ماجہ مصری ص ۲۱۹)

ہندوستان عرب ممالک سے ٹھیک مشرق میں واقع ہے اور قادیان ٹھیک دمشق سے مشرق میں واقع ہے انجیل میں بھی مسیح کا مشرق سے ظہور بتایا گیا ہے۔ اور یہ عجیب الٰہی تصرف ہے کہ دسویں صدی ہجری سے لیکر آخر تک مسلسل مجددین کرام ہندوستان میں ہی مبعوث ہوتے رہے ہیں (حجج الکرامہ)

ہندو دھرم اتھروید سوکت ۹۷ منتر ۳ میں لکھا ہے:۔

"یعنی اس (احمد) رشی کا بہادری کھنڈ و مقام قدون (قادیان) ہی پوری طرح بتایا گیا ہے۔ اس کے حیرت انگیز کاموں کے باعث اس کی شہرت کو کون نہیں سنیگا"

یعنی سب سنیں گے" (ترجمہ از سنسکرت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں
تک پہنچاؤنگا"

یہ پیشگوئی اظہر من الشمس ہوکر پوری ہو چکی ہے۔

سکھ دھرم جنم ساکھی کی ایک عبارت قبل ازیں پیش کی گئی ہے اس کے بعد کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے:۔

"گورو تحصیل بٹالہ میں ہوگا اور کبیر بھگت
سے بڑا ہوگا"

چنانچہ قادیاں تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں گنگلے میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ:۔

"وخت نہ پائیو قادیان جے لکھن
لیکھ قرآن"

یعنی جب قادیان والے تفسیر قرآن لکھیں گے تو اے میرے ماننے والو تم انہیں مصیبت میں نہ ڈالنا۔ یہ پیشگوئی بھی نہایت ایمان افروز انداز میں پوری ہوئی ہے۔

اسمِ گرامی احمدؑ

اسلام سورۃ "الصف" میں حضرت مسیح موسوی کی زبانی مسیح محمدی کے متعلق بشارت دی گئی تھی۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ احمد کا مظہر ہوگا۔ اور "اسمہٗ احمد" اس کا نام احمد ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی اس کے مطابق ہے کہ "بشریٰ لک یا احمدی" یعنی اے میرے احمد بشارت تیرے ہی لئے تھی (یعنی مبشراً برسول کی عیسوی بشارت)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپؐ مہدی کا ذکر فرما رہے تھے فرمایا اس کا نام احمد ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۱۱۱)

نیز فرمایا:۔

"ایک جماعت ہندوستان میں مہدی
کے ساتھ ملکر جہاد کرے گی جس کا
نام احمد ہوگا" (النجم الثاقب جلد ۲ ص ۲)

حضرت نعمت اللہ ولی نے بھی اپنی ایک مشہور پیشگوئی میں مہدی وقت اور عیسیٰ دوراں کا نام بتاتے ہوئے فرمایا ہے سے

اح م د مے خوانم نام آں نامدارے بینم

یعنی اس امام نامدار کا نام احمد ہوگا۔

ہندو دھرم "قدون میں آنے والا رشی احمد ہی فی الحقیقت ... روحانی باپ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی صداقت کو پکڑے گا اور وہ یہ کہے گا کہ اے لوگو! اس صداقت کے باعث میں تم میں سورج جیسا پیدا ہوا ہوں اور اسی اپنے روحانی باپ ہی تعلیم سے میں اپنے اقوال کو مزین کرتا ہوں۔ جس سے

میں خود بھی طاقت حاصل کرتا ہوں۔
(ترجمہ اتھروید سوکت ۵ منتر ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا
میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری
راہ ہوں اور میں اس کے نوروں
میں سے آخری نور ہوں بدقسمت
ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ
میرے بغیر سب تاریکی ہے"
(کشتی نوح ص ۵۶)

پُرعظمت خاندان

مختلف مذاہب کی رو سے موعود اقوام عالم کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کس خاندان میں پیدا ہوگا۔

اسلام قرآن کریم کی سورہ جمعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک "امیین" میں دوسری "آخرین" میں "آخرین" میں مبعوث ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا کہ

"اگر ایمان ثریا تک اُٹھ جائیگا
تو ایک فارسی الاصل اسے پھر سے
لے آئیگا" (بخاری کتاب التفسیر)

پارسی مذہب فارسی الاصل کے متعلق حضرت زرتشت کی پیشگوئی اس طرح ہے۔

"اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی
ہوگا۔ تو کسی کو تیرے فرزندوں (فارسی
الاصل) میں سے کھڑا کرونگا۔ اور
پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں
سے نہیں اُٹھاؤنگا"
(سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ھ ص ۱۹۰)

سنی مسلمانوں میں قبرپرستی اور شیعہ مسلمانوں نے کربلا کی خاک کی ٹکیہ پر سجدے کئے۔ اور اسی طرح ان میں خاک پرستی پیدا ہو گئی۔ فرقہ درفرقہ ہوئے تب فارسی الاصل کا پیشگوئی کے مطابق ظہور ہوا۔

سکھ دھرم "اللہ تعالےٰ ایک شخص کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کرے گا جو مہدی میر ہوگا۔ وہ مستقل مزاج اور خلیق ہوگا وہ دجال کو قتل کرے گا" (ترجمہ دسم گرنتھ)

اس میں لفظ "میر" قابل غور ہے حضرت گورو نانک نے "بابر کو بھی بابر میر" کے الفاظ سے پکارا ہے۔ گویا میر سے مراد "مرزا" ہے اور اس طرح اس میں بھی "فارسی الاصل" کی بشارت دی گئی ہے جو مہدی بھی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فارسی الاصل تھے چنانچہ آپ کے بڑے مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی اس حقیقت کا اعتراف

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مولف براہین احمدیہ قریشی نہیں
فارسی الاصل ہیں" (اشاعۃ السنہ جلد ۷ ص ۱۹۳)

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"وہ فارسی الاصل شخص مہدی اور
مسیح موعود ہے۔ اور وہ میں ہوں
...... تیرہ سو برس کے عرصہ
میں کسی نے خدا تعالےٰ کے الہام سے
علم پاکر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس
پیشگوئی لناله رجل من فارس
کا مصداق میں ہوں"
(تحفہ گولڑویہ ص ۱۸)

آسمانی نشان چاند اور سورج کا آسمانی نشان بھی مختلف مذاہب کی رو سے موعود اقوام عالم کی صداقت پر نہایت پُرعظمت گواہی دے رہا ہے۔ قرآن کریم کی سورہ القیمٰہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر" یعنی جب نظر پتھرا جائے گی اور چاند کو خسوف ہوگا اور سورج اور چاند دونوں کو خسوف کی حالت میں جمع کردیا جائیگا۔

اس کی تفصیل حدیث نبویؐ میں اس طرح پیش کی گئی ہے۔

فرمایا "ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند گرہن ہوگا (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی یعنی تیرھویں رات کو اور گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا" یہ نشان مستند اسلامی کتب میں درج ہے۔

انجیل میں بھی سورج اور چاند کے تاریک ہونے کی علامت مثیل مسیح کے ظہور کی بتائی گئی ہے۔ (متی ۲۴/۲۹) سکھ گرنتھوں میں بھی سورج چاند گرہن کرشن ثانی اور پرگنہ بٹالہ میں سماں گورو کے آنے کی علامت لکھا ہے۔ (گرنتھ صاحب ص ۱۲۹۵)

ہندو مذہب بھی بتاتا ہے:۔

"جب سورج اور چاند پکھ نچھتر میں جمع
ہوجائیں گے تب ست یگ شروع ہوگا"
(بھاگوت پران شلوک ۱۱۳)

چنانچہ چاند سورج کا یہ موعود گرہن جو تمام مذاہب کی کتب میں آنے والے کا عظیم الشان نشان بتایا گیا ہے۔ مارچ ۱۸۹۴ء (ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ) میں لگ چکا ہے جسے تمام دنیا نے ریکارڈ کر لیا۔ (اخبار آزاد ۶ دسمبر ۱۸۹۶ء اور سول ملٹری گز ٹ ۶ دسمبر ۱۸۹۶ء) اس وقت حضرت مرزا صاحب کے دعوے مہدویت پر تین سال گذر چکے تھے۔

پُرشوکت کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں
(باقی ملاحظہ کیجئے ص ۲۲ پر)

زمانہ مسیح موعودؑ کی علامات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اور شریعت محمدی کے احیا کے لئے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور دیگر کتب سماوی میں بے شمار علامات پائی جاتی ہیں اس مختصر مضمون میں صرف چند ایک علامات کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے

سورۃ تکویر میں خدا تعالیٰ نے زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی کئی ایک عظیم الشان علامات کا ذکر فرمایا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مختصر اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اسی طرح قرآن شریف کے دیکھنے سے بھی پتہ لگتا ہے۔ واذا العشار عطلت واذا الوحوش حشرت واذا البحار سجرت، واذا النفوس زوجت واذا الموءودۃ سئلت بای ذنب قتلت واذا الصحف نشرت (التکویر) یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جاوینگی۔ اگلی درجہ کی سواری اور بار برداری جن سے ایام سابقہ میں ہوا کرتی تھی یعنی اس زمانہ میں سواری کا انتظام کوئی ایسا عمدہ ہوگا کہ یہ سواریاں بیکار ہو جائینگی۔ اس سے ریل کا زمانہ مراد تھا..... پھر لکھا ہے کہ اس زمانہ میں چاروں طرف نہریں نکالی جائینگی۔ اور کتابیں کثرت سے اشاعت پائینگی۔ غرضیکہ یہ سب نشان اسی زمانہ کے متعلق تھے" (الفتح تذیہ)

ایک عظیم الشان فلکی علامت

حضرت مہدی مسیح علیہ السلام کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صادق صلعم نے ایک ایسی عظیم الشان فلکی علامت بیان فرمائی ہے کہ آدم سے لیکر اس مہدی تک ایسی علامت ظہور پذیر نہیں ہوئی تھی۔ گویا یہ عظیم الشان نشان صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مختص اور مخصوص تھا وہ نشان تھا۔

ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض ینخسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق السمٰوٰت والارض۔ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو عظیم الشان نشانات ہیں اور وہ نشانات جب سے کہ زمین و آسمان کی پیدائش ہوئی ظہور پذیر نہیں ہوئے یعنی ایک یہ کہ رمضان میں چاند گرہن کے لئے مقررہ کردہ راتوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳۔ تاریخ کے چاند کو اور دوسرے اسی مہینہ میں سورج گرہن کے لئے مقررہ دنوں میں درمیانی دن یعنی ۲۸۔ تاریخ کو سورج گرہن لگے گا چنانچہ اس پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے تیسرے ہی سال یعنی ۱۸۹۴ء ماہ اپریل میں بمطابق ۱۳۱۱ھ ماہ رمضان کی مقررہ تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگا اور اس طرح آسمان نے بھی آپ کی صداقت پر گواہی دی۔

یاجوج ماجوج کا عروج

خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی موعود گھڑی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ایک عظیم الشان علامت خروج یاجوج ماجوج بتائی ہے۔ فرمایا۔

حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا۔ (انبیاء ع ۷)

یعنی جب یاجوج ماجوج کیلئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ ہر پہاڑ اور ہر سمندر کی لہر سے پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور خدا کا سچا وعدہ قریب آئیگا تو اس وقت کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

اس زمانہ میں یاجوج ماجوج کے متعلق یہ بات عام ہوگئی ہے کہ ان سے مراد روس اور اس کے ہمنوا اور امریکہ اور اس کے ساتھی ممالک ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

"یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں۔ یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں۔ یعنی اپنی خداداد طاقتوں کے ساتھ فتحیاب ہوتی جا رہی ہیں۔"

(ازالۂ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۰۹)

مخبر صادق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج ماجوج کی مادی ترقی کے بارے میں جو عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی وہ اس زمانہ میں بعینہٖ پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"ویبعث اللہ یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلھم علیٰ بحیرۃ طبریۃ فیشربون ما فیھا ویمر اٰخرھم ویسیرون الیٰ جبل الخمر وھو جبل بیت المقدس فیقولون لقد قتلنا من فی الارض ھلم فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابھم الی السماء فیرد اللہ علیھم نشابھم مخضوبۃ دماً ویحصر نبی اللہ واصحابہ" (مسلم)

یعنی خدا تعالیٰ یاجوج ماجوج کو مبعوث فرمائے گا جو ہر اونچی نیچی جگہ کو پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔ ان کا پہلا حصہ بحیرہ طبریہ میں جاکر اس کا سارا پانی پی ڈالے گا۔ اس کے بعد اس کا دوسرا حصہ وہاں سے گذرے گا اور بیت المقدس (فلسطین) کے جبل الخمر میں جاکر پڑاؤ ڈالیگا پھر وہ اعلان کریں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو ختم کر دیا ہے۔ یعنی زمین پر اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں، چنانچہ وہ آسمانوں کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ انکے تیر کو انہی کی طرف خون آلود لوٹا دیگا پھر اللہ تعالیٰ کا نبی (مسیح موعودؑ) اور اس کے صحابہ سخت محاصرہ میں آجائیں گے تب آخر کار کیا ہوگا؟ آگے فرماتے ہیں:۔

فیرسل اللہ علیھم النغف فی رقابھم فیصبحون فرسیٰ کموت نفس واحدۃ

کہ جب حالت انتہا کو پہنچ جائے گی تب اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر ایک آسمانی ہلاکت نازل کرے گا اور وہ مردہ ہو جائیں گے۔

مذکورہ حدیث میں بیان شدہ بحیرہ طبریہ فلسطین کی ایک جھیل ہے جو THE LAKE OF TEBARIAS کے نام سے موسوم ہے اور یہ جھیل بحر الجلیل (THE SEA OF GALEELEE) کے قریب واقع ہے۔ یاجوج ماجوج کے ایک حصہ کا اس علاقہ میں آکر PETROL پیٹرول پر قبضہ کرنا اس سے مراد ہے اس طرح اس کے دوسرے حصہ کا بیت المقدس میں واقع جبل الخمر پر قبضہ کرنا بتایا گیا ہے۔ فلسطین میں بظاہر کوئی ایسا مقام نہیں جس کا نام جبل الخمر ہے۔ علم تعبیر میں جبل (پہاڑ) سے حکومت اور خمر (شراب) سے ناجائز حاصل کی ہوئی چیز مراد ہے۔ اس تعبیر کی رو کے جبل الخمر سے ناجائز حاصل کی ہوئی حکومت مراد ہے۔

چنانچہ ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں امریکہ اور روس کی یعنی یاجوج ماجوج کی گٹھ جوڑ اور مکاری سے ہی اسرائیل اسٹیٹ قائم ہوئی تھی۔

اس کے بعد یاجوج ماجوج کا آسمان کی طرف تیر پھینکنا بتایا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سے امریکہ اور روس کی طرف سے فضاء آسمانی کی طرف جو راکٹ بازی ہوتی رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

راکٹ (ROCKET) کو عربی لغت القاموس العصری میں "نار سہمی" آگ کا تیر بتایا گیا ہے۔ جب روس کی طرف سے آسمان کی طرف پہلا راکٹ بھیجا گیا اور صحیح سلامت واپس آیا تو اس وقت روس کے وزیر اعظم خروشچیف نے یہی اعلان کیا تھا کہ ہمارے راکٹ کو آسمان میں کہیں بھی خدا کا وجود نظر نہیں آیا۔ گویا کہ پیشگوئی کے مطابق ان یاجوج ماجوج نے یہ کہا کہ ہم نے آسمان میں خدا کو بھی ختم کر دیا ہے۔ چنانچہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی فرماتے ہیں:۔

"یہ جدت یعنی راکٹوں کے ذریعہ خدا کی تلاش تو شروع ہی دجالی

باقی صفحہ پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسر صلیب

از مکرم محمد عبداللہ صاحب بی ۔ ایس سی حیدر آباد

سرور کائنات سردار دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود ؑ کی شناخت کے سلئے جو مختلف نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مسیح محمدی کسر صلیب کا فریضہ انجام دیگا یعنی صلیب کو توڑ کر رکھ دیگا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اہم فریضہ کو نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا ہے ۔ آپ خود اپنے خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں

فکسر الصلیب کسراً لا یوجد مثلہ فی ما مضیٰ ولا یتوقع فی الازمنۃ الاٰتیۃ فبای اسم سماہ رسول اللّٰہ ان کنتم تعلمون یقولون انہ سمی مسیحا ابن مریم بملی لسان رسول اللّٰہ ویبین انہ من ھذہ الامۃ ۔

اس مسیح موعود نے صلیب کو ایسا توڑا کہ اس کی نظیر زمانہ گذشتہ میں پائی نہیں جاتی اور نہ آئندہ توقع ہے ۔ اس کا نام رسول اللہ صلعم نے کیا رکھا ہے ۔ کہیں گے کہ اس کا نام مسیح اور ابن مریم خدا اور اس کے رسول کی زبان پر مقرر ہوا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا ۔

عامۃ المسلمین کا یہ تصور کہ آنے والا مسیح لکڑی یا کسی اور طرح کی بنی ہوئی صلیبوں کو توڑتا پھرے گا محتاج غور ہے کہ یہ عملی طور پر کس طرح ممکن ہے اور کس حد تک سود مند ہو سکتا ہے ۔ صلیب توڑ دینے کے صرف اور صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ صلیبی عقیدہ پر ضرب کاری لگائی جائے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ؑ اپنی کتاب فتح اسلام میں فرماتے ہیں :۔

”فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں ۔ میں آسمان سے اترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جس کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کریگا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں“

چونکہ قرآن مجید اور خود بائیبل میں مختلف مقامات پر صلیبی عقیدہ کی نفی کی وضاحت کے باوجود عیسائیت نے اپنا جال اس طرح پھیلا دیا تھا کہ مسلمان اپنے اس غلط عقیدہ کے نتیجہ میں کہ عیسیٰ ؑ بجسد عنصری آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں عیسائیت کی گود میں جا رہے تھے اور صلیبی فتنہ ترقی کرتا جا رہا تھا اس لئے مسیح موعود ؑ کا ایک کام یہ بتلایا گیا تھا کہ وہ صلیب کو توڑ دیں گے یعنی صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیں گے ورنہ لکڑی کی صلیبوں کو توڑتے پھرنا تو احکام قرآنی کے بھی خلاف ہو جائے گا ۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود ؑ کسر صلیب کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اپنی تصنیف ”تریاق القلوب“ میں بڑے درد کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

”چونکہ خدا تعالےٰ نے آسمان سے دیکھا ہے کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو پادری سچائی سے بہت دور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراط مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزار ہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ ان کا خدا ان ہی کی ایجاد ہے اس لئے خدا کے اس رحم نے جو انسانوں کیلئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو اُن کے دام تزویر سے چھڑائے اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربے سے اس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ ؑ کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا مگر جس وقت حضرت مسیح کا بدن صلیب کی کیلوں سے توڑا گیا اس زخم اور شکست کے لئے تو خدا نے مرہم عیسیٰ تیار کر دی تھی جس سے چند ہفتوں میں ہی حضرت عیسیٰ شفا پا گیا اس ظالم ملک سے ہجرت کر کے کشمیر جنت نظیر کی طرف چلے آئے لیکن اس صلیب کا توڑنا جو اس پاک بدن کے عوض میں توڑا جائیگا جیسا کہ صحیح بخاری میں ذکر ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مسیح کا مبارک بدن صلیب پر توڑا گیا جو آخر مرہم عیسیٰ سے اچھا ہو گیا بلکہ اس کے لئے کوئی بھی مرہم نہیں جب تک کہ عدالت کا دن آئے ۔ یہ خدا کا کام ہے جو اس نے اپنا ارادہ اس نہایت عاجز بندہ کے ذریعہ سے پورا کیا مگر اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئے گا اور صلیب کو توڑے گا وہ معنے نہیں رکھتے جو ہمارے قابل رحم علماء بیان کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی کوتہ اندیشی سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا میں آکر ایک بڑے جہاد کا دروازہ کھولے گا اور محمد مہدی خلیفہ سے مل کر دین پھیلانے کے لئے لڑائیاں کریگا جو زمین کو خون سے بھر دیگا سو یاد رہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے بلکہ وہ حق محض جو خدا نے ہمیں سمجھایا ہے یہ ہے کہ مسیح جس کا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہیں پائیگا بلکہ اس کے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی“۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ مسیح موعود کسر صلیب کریگا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آشکار کر دیا تھا کہ دنیا میں ایسا دور پھر آنے والا ہے جس میں صلیبی دین اتنا غلبہ پا جائے گا کہ اس کے استیصال کیلئے ایک خاص فرد کا مبعوث کیا جانا [illegible] ہے اور [illegible] خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] آپ کے بعد آنے والے [illegible] بھی صلیبی مذہب [illegible] آنے یا پھیلنے [illegible] اس لئے [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر یہ بتانے آیت شریفہ [illegible]

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران) اس امر پر اجماع ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء و رسل دنیا میں تشریف لائے وہ سب کے سب وفات پا چکے ہیں ۔ دوسرے اس لئے کہ خلفائے راشدہ کے زمانہ میں اتنا [illegible] لحاظ سے بھی عظیم الشان عیسائی حکومتیں اسلام سے ایسی مغلوب ہو گئی تھیں کہ اس وقت کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اب کوئی ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے جس میں عیسائی قومیں پھر غالب آجائیں گی اور انتہا یہ ہوگی کہ مسلمان بھی حضرت عیسیٰ ؑ کے متعلق عیسائیوں کے عقیدہ سے مشابہ عقیدہ اختیار کر لیں گے اور یہ سمجھنے اور ماننے لگیں گے کہ وہ زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جہاں وہ بغیر کھائے پیئے اور بغیر کسی تغیر و تبدل کے آج تک زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونگے اور اس باطل عقیدہ کو اپنے ایمان کا لازمی جزو سمجھیں گے ۔ پس اس غلط عقیدہ اور ناقابل معافی گناہ سے بچانے کے لئے کاسر صلیب حضرت مسیح موعود ؑ نے نہ صرف یہ کہ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا ہے بلکہ صلیب پر چڑھائے گئے حضرت عیسیٰ ؑ کو قرآن مجید کی تیس آیات سے وفات یافتہ ثابت کر دیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر
اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بے پناہ و بے نظیر محبت کا اس انداز میں ذکر کیا ہے کہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخالدون یعنی اے میرے محبوب ترین میں نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو بھی زندہ نہیں رکھا ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ محبوب ترین شخصیت تو وفات پا جائے اور آپ سے پہلے کا کوئی بشر زندہ رہ جائے (اور اس کے بعد کی آیت ہے کل نفس ذائقۃ الموت) اسی انداز میں کاسر صلیب حضرت مسیح موعود ؑ نے اپنے ایک شعر میں مسلمانوں کی غیرت

...کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مقام ظہور

اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:—
"مہدی ایک بستی سے ظاہر ہو گا
جسے کادعہ کہا جائیگا اللہ تعالےٰ
اس کے دعوے کی تصدیق کرے گا۔"
(جواہر الاسرار قلمی)

ایک مسلمہ بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف فرماتے ہیں:—
"کادعہ دراصل معرب کادیاں است۔" (اشارات فریدی جلد ۳ ص)
یعنی کادعہ اصل میں عربی زبان میں کادیان کا نام ہے۔ دوسری زبان میں جانے سے الفاظ کے تلفظ میں اکثر فرق آجاتا ہے۔
احادیث نبوی سے یہ بھی ثابت ہے کہ مہدی کا ظہور ہندوستان سے ہو گا۔ فرمایا:—
"میری اُمت کی دو بڑی جماعتیں
ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے آگ سے
آزاد کیا ہے۔ ان میں سے ایک
جماعت ہندوستان میں جہاد کرے
گی اور ایک جماعت عیسےٰ بن مریم
کے ساتھ (ہند میں) ہوگی۔"
(نسائی باب غزوۃ الہند جلد ۲)

نیز فرمایا:—
"ہندوستان میں جہاد کرنے والی
جماعت جس مہدی کے ساتھ ملکر
جہاد کرے گی اس کا نام احمد ہوگا۔"
(رواہ البخاری فی تاریخہ)

یہ تمام روایات سچی ثابت ہوئی ہیں کیونکہ واقعی مہدی کا ظہور ہندوستان اور قادیان میں ہوا ہے۔
فرمایا:—
"کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے جو
مہدی اپنے روحانی بادشاہ کے
لئے جگہ بنائیں گے۔"
(ابن ماجہ مصری ص)

ہندوستان عرب ممالک سے ٹھیک مشرق میں واقع ہے اور قادیان ٹھیک دمشق سے مشرق میں واقع ہے۔ انجیل میں بھی مسیح کا مشرق سے ظہور بتایا گیا ہے۔ اور یہ عجیب الٰہی تصرف ہے کہ دسویں صدی ہجری سے لیکر آخر تک مسلمہ مجددین کرام ہندوستان میں ہی مبعوث ہوتے رہے ہیں (حجج الکرامہ)

ہندو دھرم اتھروید سوکت ۹۷ منتر ۳ میں لکھا ہے:—
"یعنی اس (احمد) رشی کا بہادری دکھلانے کا مقام قدون (قادیان) ہی پوری طرح بتایا گیا ہے۔ اس کے حیرت انگیز کاموں کے باعث اس کی شہرت کو کون نہیں سنیگا۔"

یعنی سب سنیں گے۔" (ترجمہ از سنسکرت)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔
"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں
تک پہنچاؤں گا۔"
یہ پیشگوئی اظہر من الشمس ہو کر پوری ہو چکی ہے۔

سکھ دھرم جنم ساکھی کی ایک عبارت قبل ازیں پیش کی گئی ہے اس کے بعد کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے:—
"گورو تحصیل بٹالہ میں ہوگا اور کبیر بھگت سے بڑا ہوگا۔"
چنانچہ قادیان تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔ علاوہ ازیں گُٹکے میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ:—
"وخت نہ پائیو قادیان جے لکھن
لیکھ قرآن"
یعنی جب قادیان والے تفسیر قرآن لکھیں گے تو اے میرے ماننے والو تم انہیں مصیبت میں نہ ڈالنا۔ یہ پیشگوئی بھی نہایت ایمان افروز انداز میں پوری ہوئی ہے۔

اسم گرامی احمد

اسلام سورۃ "الصف" میں حضرت عیسوی کی زبانی مسیح محمدی کے متعلق بشارت دی گئی تھی۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت احمد کا مظہر ہوگا۔ اور "اسمہٗ احمد" اس کا نام احمد ہوگا۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی اس کے مطابق ہے کہ "بشریٰ لک یا احمدی" یعنی اے میرے احمد بشارت تیرے ہی لئے تھی (یعنی مبشراً برسول کی عیسوی بشارت)
حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپؐ مہدی کا ذکر فرمارہے تھے فرمایا اس کا نام احمد ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص)
نیز فرمایا:—
"ایک جماعت ہندوستان میں مہدی
کے ساتھ ملکر جہاد کرے گی جس کا
نام احمد ہوگا۔" (النجم الثاقب جلد ۲ ص)
حضرت نعمت اللہ ولی نے بھی اپنی ایک مشہور پیشگوئی میں مہدی وقت اور عیسیٰ دوراں کا نام بتاتے ہوئے فرمایا ہے کہ
اح م د مے خوانم نام آں نامدار مے بینم
یعنی اس امام نامدار کا نام احمد ہوگا۔

ہندو دھرم "قدون میں آنے والا رشی احمد ہی فی الحقیقت ... روحانی باپ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی لائی ہوئی صداقت کو پکڑے گا اور وہ یہ کہے گا کہ اے لوگو! اس محمد اللہ کے باعث میں تم میں سورج جیسا پیدا ہوا ہوں اور اسی اپنے روحانی باپ ہی کی تعلیم میں اپنے اقوال کو مزین کرتا ہوں۔ جس سے میں خود بھی طاقت حاصل کرتا ہوں۔"
(ترجمہ اتھروید سوکت ۵ منتر ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—
"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا
میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری
راہ ہوں اور میں اس کے نوروں
میں سے آخری نور ہوں بدقسمت
ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ
میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"
(کشتی نوح ص ۵۶)

پُرعظمت خاندان

مختلف مذاہب کی رو سے موعود اقوام عالم کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کس خاندان میں پیدا ہو گا۔

اسلام قرآن کریم کی سورہ جمعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک "امیین" میں دوسری "آخرین" یعنی "آخرین" میں مبعوث ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا کہ
"اگر ایمان ثریا تک اُٹھ جائیگا
تو ایک فارسی الاصل اسے پھر سے
لے آئیگا۔" (بخاری کتاب التفسیر)

پارسی مذہب فارسی الاصل کے متعلق حضرت زرتشت کی پیشگوئی اس طرح ہے:—
"اگر زمانہ میں سے ایک روز بھی باقی
ہوگا۔ تو کسی کو تیرے فرزندوں (فارسی
الاصل) میں سے کھڑا کرونگا۔ اور
پیغمبری اور سرداری تیرے فرزندوں
سے نہیں اُٹھاؤنگا۔"
(سفرنگ دساتیر مطبوعہ ۱۲۸۰ء ص ۱۹۰)

سنی مسلمانوں میں قبر پرستی اور شیعہ مسلمانوں نے کربلا کی خاک کی ٹکیہ پر سجدے کئے۔ اور اسی طرح ان میں خاک پرستی پیدا ہو گئی۔ فرقہ در فرقہ ہوئے تب فارسی الاصل کا پیشگوئی کے مطابق ظہور ہوا۔

سکھ دھرم "اللہ تعالےٰ ایک شخص کو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کرے گا جو مہدی میر ہوگا۔ وہ مستقل مزاج اور خلیق ہوگا وہ دجال کو قتل کرے گا۔" (ترجمہ دسم گرنتھ)
اس میں لفظ "میر" قابل غور ہے حضرت گورو نانک نے "بابر کو بھی بابر میر" کے الفاظ سے پکارا ہے۔ گویا میر سے مراد "مرزا" ہے اور اس طرح اس میں بھی "فارسی الاصل" کی بشارت دی گئی ہے جو مہدی بھی ہے۔
حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فارسی الاصل تھے چنانچہ آپ کے بڑے مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—
"مؤلف براہین احمدیہ قریشی نہیں فارسی الاصل ہیں۔" (اشاعۃ السنہ ص ۱۹۳)
حضورؑ فرماتے ہیں:—
"وہ فارسی الاصل شخص یہی ہے اور
مسیح موعود ہے۔ اور وہ میں ہوں
.... تیرہ سو برس کے عرصہ
میں کسی نے خدا تعالےٰ کے الہام سے
علم پاکر یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس
پیشگوئی لنالہ رجل من فارس
کا مصداق میں ہوں۔"
(تحفہ گولڑویہ ص ۲۸)

آسمانی نشان چاند اور سورج کا آسمانی نشان بھی مختلف مذاہب کی رو سے موعود اقوام عالم کی صداقت پر نہایت پرعظمت گواہی دے رہا ہے۔ قرآن کریم کی سورہ القیمٰہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر۔ یعنی جب نظر پتھرا جائے گی اور چاند کو خسوف ہو گا اور سورج اور چاند دونوں کو خسوف کی حالت میں جمع کر دیا جائیگا۔
اس کی تفصیل حدیث نبوی میں اس طرح پیش کی گئی ہے۔
فرمایا۔ "ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند گرہن ہو گا (گرہن کی راتوں میں سے) پہلی یعنی تیرھویں رات کو اور گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔" یہ نشان متعدد اسلامی کتب میں درج ہے۔
انجیل میں بھی سورج اور چاند کے تاریک ہونے کی علامت مثیل مسیح کے ظہور کی بتائی گئی ہے۔ (متی $\frac{24}{29}$) سکھ گرنتھوں میں بھی سورج چاند گرہن کرشن ثانی اور پرگنہ بٹالہ میں بھگوان کے آنے کی علامت لکھا ہے۔ (گرنتھ صاحب ص ۱۲۹۵)
ہندو مذہب بھی بتاتا ہے:—
"جب سورج اور چاند پکھ چھتر میں جمع
ہو جائیں گے تب ست یگ شروع ہوگا۔"
(بھاگوت پران شلوک ۱۱۳)
چنانچہ چاند سورج کا یہ موعود گرہن جو تمام مذاہب کی کتب میں آنے والے کا عظیم الشان نشان بتایا گیا ہے۔ مارچ ۱۸۹۴ء (رمضان ۱۳۱۱ھ) میں لگ چکا ہے جسے تمام دنیا نے ریکارڈ کر لیا۔ (اخبار آزاد ۱۸ دسمبر ۱۸۹۶ء اور سول ملٹری گزٹ ۶ دسمبر ۱۸۹۶ء) اس وقت حضرت مرزا صاحب کے دعوے مہدویت پر تین سال گذر چکے تھے۔

پیشگوئیاں کلام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

(باقی ملاحظہ کیجئے ص ۲۳ پر)

غیرت دینی کو للکارا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

حضرت مسیح موعودؑ ہی نے جہاں عیسیٰ عقیدہ کی بنیاد ہلا دی اور عقلی و نقلی دلائل اور کلام پاک سے عیسیٰؑ کی وفات ثابت کر دی وہاں اُن کی قبر کا بھی پتہ بتا دیا کہ وہ سرینگر محلہ خانیار میں ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ آپ کے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلعم نے اپنے مثیل حضرت موسیٰ کی قبر کا مقام بتایا تھا جیسے حضرت مسیح محمدی کی قبر کا کچھ پتہ نہ تھا ویسے ہی حضرت موسیٰؑ کی قبر کوئی نہ جانتا تھا چنانچہ کتاب استثنا میں لکھا ہے "سو خداوند کا بندہ موسیٰؑ خدا کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک اس کی قبر کو کوئی نہیں جانتا" (استثنا ۳۴ باب)۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مثیل موسیٰ تھے ان کی قبر کا نشان بتایا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰؑ کی وفات ہونے لگی تو آپ نے دعا کی کہ "اے میرے رب مجھے ارض مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ پر قریب کر دے" رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں ضرور ان کی قبر دکھا دیتا جو راستے کے قریب سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔ (مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰۸)

اسی طرح مثیل موسیٰ نے موسیٰؑ کی قبر کا پتہ بتا دیا اور عیسیٰؑ کے بارہ میں یہ فرمایا کہ ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاھبا علی راس ستین (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰) یعنی آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ۱۲۰ سال کی عمر پا کر وفات پائی اور میں ساٹھ برس عمر پاؤں گا لیکن اُن کی قبر کا پتہ نہ بتایا کیونکہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے مثیل کا کام تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جیسے حضرت موسیٰؑ کی وفات پر قریباً دو ہزار برس گذر جانے کے بعد ان کے مثیل آنحضرت صلعم نے ان کی قبر کا مقام بتایا حضرت عیسیٰ اس بارے میں خاموش رہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کی وفات کے قریباً دو ہزار برس بعد ان کے مثیل حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی قبر کا مقام بتایا۔ اور آنحضرت صلعم اس بارے میں خاموش رہے تاکہ آپ کی پیشگوئی کہ مسیح موعود کے ہاتھ سے کسر صلیب کا کام انجام پائے گا بھی پوری ہو چنانچہ حضرت مسیح موعود کی تصنیف کتاب مسیح ہندوستان میں اس موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے۔

کسر صلیب کی جو تشریح سطور بالا میں کی گئی ہے اس کی توثیق پہلے زمانہ کے علماء سے بھی ہوتی ہے کہ کسر صلیب سے مراد از روئے دلائل عیسوی مذہب کا ابطال ہے مثلاً علامہ بدر الدین العینی شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ معنی مجھ پر منکشف ہوئے کہ کسر صلیب سے مراد نصاریٰ کے جھوٹ کا اظہار ہے کیونکہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ یہود نے حضرت مسیح کو لکڑی پر لٹکا کر مصلوب کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ یہ ان کا جھوٹ اور افتراء ہے کہ مسیح صلیب پر مارے گئے تھے۔ وہ ان باتوں کو جو خود ان کا بھی دین ہوگا ... ثابت کریں گے۔ فیصدق ھو نزول الاظہار والابطال بقیۃ الادیان یعنی وہ دین کو غالب کرنے اور باقی دینوں کو باطل ثابت کرنے کے لئے نازل ہوں گے" (عینی شرح صحیح البخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۵ مطبوعہ مصر)

اسی طرح علامہ قطب الدین شارح مشکوٰۃ المصابیح لکھتے ہیں: "پس توڑیں گے صلیب کو اور باطل کر دیں گے دین نصاریٰ کو" (مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۳۸۲)

پس کسر صلیب یعنی عیسائی مذہب کے بطلان کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ تلوار یعنی جبر سے عیسائی مسلمان بنائے جائیں دوسری صورت معقولی مباحثات کے ذریعہ عیسائی مذہب کو مغلوب کیا جائے تیسری صورت یہ کہ تر و تازہ نشانات سے اسلام کی برکت اور عزت ظاہر کی جائے اور ثابت کیا جائے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ نے طبعی وفات پائی جس سے تثلیث و کفارہ جو موجودہ عیسائیت کے بنیادی عقیدے ہیں دونوں باطل ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں یہی تیسری صورت ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور اسی کے ساتھ غلبہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آسمانی نشانوں میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

چنانچہ آپ نے عیسائی پادریوں کو اپنے مذہب کے زندہ مذہب اور اپنی الہامی کتاب کے بھی زندہ اور کامل کتاب ثابت کرنے کے لئے نشان دکھانے میں مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرات عیسائی صاحبوں کے ساتھ ایک آسمانی فیصلہ کا طریق یہ ہے میں زندہ اور کامل خدا سے سچے نشانوں کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ حضرت مسیحؑ سے جو آپ کے حی و قیوم ہیں دعا کریں اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں مقابلہ نشان دکھانے سے قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے اوپر اٹھاؤں گا۔ لیکن کسی نے مقابلہ کی جرأت نہ کی تب آپ نے عیسائیوں کو روحانی مقابلہ بصورت مباہلہ دعوت دی مگر عیسائیوں میں سے کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مقابلہ اور مباہلہ اور نشان نمائی کے ذریعہ فیصلہ کے لئے میدان میں نکلتا۔ غرض حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اور علمیہ و روحانیہ سے ایسے رنگ میں کسر صلیب ہوا کہ جو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کو حرف بحرف پورا کرنے اور مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کرنے کا باعث بنا جس کی وجہ سے عیسائی دنیا بھی اپنے اس بودے عقیدہ کو خیرباد کہتے ہوئے اسلام کا جوا اپنی گردن پر رکھ رہی ہے جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی عیسائیت کے گڑھ لندن میں دو سال قبل کانفرنس منعقد کر کے پادریوں کو چیلنج کیا لیکن آج تک بھی کوئی مقابلہ کے لئے آمادہ نہ ہوا انشاء اللہ تعالیٰ وہ دن جلد آنے والا ہے کہ ساری دنیا پر مسیح موعودؑ کی صداقت کھل جائے گی اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔

زمانہ مسیح موعودؑ کی علامات (بقیہ صفحہ ۵)

اور یاجوج ماجوج کے لئے مخصوص پہلی آ رہی تھی کہ اسی آسمان کی طرف ہوائی جہاز چھوڑیں گے یا تیر چلائیں گے راکٹ اور میزائل کے صحیح ترجمے یہی ہو سکتے ہیں اور پھر فتح مندی کے نعرے لگائیں گے کہ ہم نے نعوذ باللہ خدا کا خاتمہ کر دیا ہے۔ حدیثوں کا قرب قیامت والا لٹریچر روایتی حیثیت سے استناد کے جس مرتبہ پر بھی ہو بہر حال اس قسم کی پیش خبریوں سے بھرا پڑا ہے، اور ابھی تو اس سلسلہ کی بہت سی منزلیں آنے کو باقی ہیں۔ (صدق جدید)

اس طرح ظہور امام مہدی کا ایک نشان عظیم یعنی خروج یاجوج ماجوج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد نہایت شاندار رنگ میں پورا ہوا۔

ایک اور عظیم الشان نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آخری زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے ایک عظیم الشان نشان کی خدا تعالیٰ یوں نشان دہی فرماتا ہے: فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا بکم لفیفا یعنی جب وعدۂ آخرت کا زمانہ آئے گا تو خدا تعالیٰ تمام بنی اسرائیل (یہودی اقوام) کو ایک جگہ اکٹھا کر کے لے آئے گا۔

کتاب فتح البیان میں اس نشان کے زمانہ ظہور کے متعلق یوں مرقوم ہے: وذلک عند نزول عیسیٰ ابن مریم یعنی یہ عظیم الشان علامت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہے۔ چنانچہ یہ نشان بھی بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نہایت وضاحت کے ساتھ پورا ہوا۔

حکومت اسرائیل کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ ... کی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۸ء کی اشاعت (جلد ۱۹، نمبر ۸) میں اسرائیلی اسٹیٹ میں آباد کئی ممالک کے باشندوں کی تصویریں شائع کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس تصویر میں دنیا کے ایک حصہ کے قریب ممالک سے آئے ہوئے ۵۰ کے قریب زبان بولنے والے ان لوگوں کے چہرے دکھائے گئے ہیں جو اسرائیلی اسٹیٹ میں آ کر آباد ہوئے ہیں۔ اسرائیلی اسٹیٹ میں وسطی مشرق، مصر، یمن، شام، لبنان، عراق، ایران، شمالی افریقہ، الجزائر، مراکو، لیبیا، یورپ، اٹلی، شمالی و سطی ایشیا، ہندوستان، آسٹریلیا، چین وغیرہ ممالک سے پچھلے ۲۰ سال کے عرصہ میں جبکہ اسرائیل اسٹیٹ قائم ہوئی ہے آ کر آباد ہوئے ہیں گویا کہ غلبہ اسلام کے زمانہ میں ظہور پذیر ہونے والی یہ عظیم علامت بھی پوری شان کے ساتھ پوری ہو گئی ہے۔

خروج دجال اسی طرح آخری زمانہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ایک اور عظیم الشان نشان خروج دجال ہے جو عیسائیت کے عظیم فتنہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس رنگ میں اس دجالی فتنہ کا مقابلہ کر کے دکھا دیا ہے اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ مسیح موعود آ کر باب لد میں دجال کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ باب لد سے مراد مناظرہ اور مباحثہ ہے جیسا کہ عیسائیوں کے بارہ میں قرآن کریم میں الد الخصام بہت ہی زیادہ جھگڑالو آیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس الد الخصام کے ساتھ باب لد میں مناظرہ اور مباحثہ کے ذریعہ مقابلہ کر کے دجال کو شکست فاش دے دی۔ الغرض حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں کتب مقدسہ میں جاں فزودہ اس قدر علامات اور نشانات اس زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں کہ ان کا احصاء کرنا مشکل ہے لیکن ؎ صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں۔ اک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اور ہماری مالی ذمہ داریاں

از محترم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد قادیان

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد آپ کے ایک الہام کے مطابق ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے **یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ** جس کا مطلب یہ ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں جب مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور اسلامی اقدار اور تہذیب مفقود ہو چکی ہوں گی تب رحمتِ خداوندی جوش میں آئے گی اور اسلام کی درخشندہ تعلیم اور دینِ اسلام کی گمشدہ قدروں کو زندہ کرنے اور فراموش کی جا چکی شریعتِ اسلامی کو قائم کرنے کے لئے مسیح موعود و مہدی معہود کا ظہور ہوگا چنانچہ چودھویں صدی کے نصف اوّل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا آپ فرماتے ہیں:-

"میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔"

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۸۷)

چنانچہ اس عظیم الشان مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا۔ اسلام اور مسلمانوں پر جو مایوسی اور مُردنی چھائی ہوئی تھی اس میں پھر سے بہار آگئی اور مخالفینِ اسلام جو چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے اور اسلام کے خاتمہ کے خواب دیکھ رہے تھے ان کے یہ خواب ادھورے رہ گئے حضورؑ نے اسلام اور اسلامی تعلیمات پر غیر مذاہب کی طرف سے کئے جا رہے اعتراضات کا مسکت جواب دیا اور اسلام کی پُرکشش تعلیم کو اپنوں اور غیروں کے سامنے ایسے حسین انداز میں پیش فرمایا کہ اسلام کا نورانی چہرہ چمک [illegible]۔ حضور علیہ السلام نے خود اپنی مثال پیش کر کے ثابت کر دیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے اس مقصدِ بعثت کی تکمیل کے لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتم نام کی مناسبت سے جماعت احمدیہ [illegible] قیام کا اعلان فرمایا اور [illegible] نے بار بار یہ پیشگوئی فرمائی:

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

دینِ اسلام کو زندہ کرنے اور شریعتِ اسلامیہ کو قائم کرنے کے سلسلہ میں جہاں افراد کی روحانی ترقی کے لئے جدوجہد کرنے کی ضرورت تھی وہاں ان عظیم مقاصد کی تکمیل کے لئے احباب جماعت کے اندر مالی قربانیاں پیدا کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی بھی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝**

یعنی اے مومنو! تم حقیقی نیکی کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ چیز خرچ نہ کرو جو تم کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کے دوستوں کو مالی قربانی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا انہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پورا [illegible] حاضر کیا ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پُر زنبیل پیش کر دی اور ایسا ہی کرتے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آگیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں سو اے لوگو! اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے تو میری اس دعوت کو سرسری نظر سے مت دیکھو نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔"

(فتح اسلام [illegible])

قرآنِ مجید میں جہاں جہاں اعمالِ صالحہ کی تلقین فرمائی گئی ہے وہاں ہر مقام پر لازماً صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو خاص طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے جہاں دینِ اسلام کی فتح اور کامیابی کے حصول کے لئے اپنی جانیں نچھاور کر دیں وہاں انہوں نے مالی قربانیوں کی بھی شاندار مثالیں پیش کی ہیں۔ ایک موقعہ پر جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی قربانیوں کا مطالبہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل نے اپنا سارا مال حضور کی خدمتِ بابرکت میں لا کر پیش کر دیا اور حضرت عمرؓ خلیفہ دوم نے اپنا نصف مال پیش کر دیا علیٰ ہذا القیاس دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق اس مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور وہ جانثاران حضرت رسول کریمؐ آخری وقت تک جانی و مالی قربانیاں پیش کرتے چلے گئے تا آنکہ اسلام کی فتح کا وقت آگیا پس ضرور تھا کہ موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی بعثت کے مقصد کی تکمیل کے لئے احباب جماعت سے مالی قربانیاں کرنے کے لئے مطالبہ کیا جاتا چنانچہ حضور علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نے احباب جماعت کو خدمتِ دین کے لئے مالی قربانیاں کرنے کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے حضور علیہ السلام اپنی کتاب کشتی نوح میں مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار دیوے ... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدرِ وسعت مدد دینی چاہیئے تا خدا تعالیٰ انہیں مدد دیوے ... عزیزو! یہ دین کے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

نیز فرمایا:-

"جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی رہ جائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔"

(تبلیغِ رسالت جلد دہم ص ۵۹)

مزید فرمایا:-

"میں جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانا چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم ایک حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے ... خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔"

(تبلیغِ رسالت جلد دہم ص ۵۴-۵۵)

پس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنے اہل و عیال اور آئندہ نسلوں کو خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کا وارث بنانے کے لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حتی المقدور مالی قربانیوں میں حصہ لے کہ ان افضال و انعامات کا وارث بنے جن کا حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا ارشادات میں ذکر ہے اسلام اور احمدیت کی ترقی مقدر ہو چکی ہے پندرھویں صدی ہجری جو عنقریب شروع ہونے والی ہے انشاء اللہ اسلام و احمدیت کی فتح کی صدی ہوگی۔

پس مبارک ہیں ہمارے وہ احمدی بھائی جو مقرر کردہ معیار کے مطابق اپنے ذمہ لازمی چندہ جات باقاعدہ اور بالشرح ادا کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں گے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا ضرور ان کے حق میں قبول ہوگی ؎

کریما بہ کرم کن بر کسی کو ناصرِ دینِ است
بلائے او بگردان گر گہے آفت شود پیدا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نظریہ "اُمّ الالسنہ"

از مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

"اُمّ الالسنہ" — پس منظر

[illegible] دمقامین پہلے عرصہ دراز سے [illegible] بنا [illegible] اور [illegible] شدہ ذہنوں سے [illegible] تک اس بارہ میں کسی ایک [illegible] تک نہیں پہنچ پائے ہیں۔ بعض ماہرین علم اللسان [illegible] اور پہلوی زبانوں کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ در حقیقت یہی اُمّ الالسنہ (تمام زبانوں کی ماں) ہیں۔ بعض کے خیال میں اُمّ الالسنہ کا وجود اب دنیا سے معدوم ہو چکا ہے۔ خود عرب، [illegible] کی گود میں اُمّ الالسنہ تھی وہ اسے باہر کسی خطہ ارض میں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض محققین اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ دنیا میں کبھی بھی ایک زبان کا وجود نہیں رہا مختلف زبانیں زمانہ قدیم سے ہی چلتی چلی آرہی ہیں لیکن یہ خیال قانونِ الٰہی اور قانونِ قدرت کے خلاف ہے جب سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ہے ہر ایک امر میں وحدت کے بعد ہی کثرت کا ظہور نظر آتا ہے مختلف مذاہب وعقائد رکھنے والے شروع میں کسی ایک چیز کا اقرار کرتے ہیں اور بعد زمانے کے ساتھ ساتھ اس میں شاخوں اور حصول کا ہونا تسلیم کرتے ہیں اور یہی امر خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایک دلیل ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم کی کتاب "پیدائش" باب گیارہ میں لکھا ہے کہ:- "ابتداء میں زمین پر ایک ہی بولی تھی" اور یہ کتاب یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں ہر سہ اقوام کی مسلمہ کتاب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ:-

- وہ بولی کونسی تھی؟
- اس کا ظہور کہاں اور کیسے ہوا؟

مذکورہ ہر دو سوالات کا جواب اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے [illegible] پا کر دیا ہے۔ آپ نے دلائل قاطعہ سے ثابت فرمایا کہ:

- ابتدائی زبان (اُمّ الالسنہ) عربی زبان ہے
- اس کا ظہور بذریعہ الہام ہوا۔
- دنیا کی تمام زبانیں عربی زبان کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔

آپ نے یہ عظیم انکشاف ۱۸۹۵ء میں اپنی ایک تصنیف "منن الرحمٰن" میں کیا اس کتاب میں آپ نے بحث کے [illegible] تین مراحل مقرر کئے ہیں:-

اوّل: تمام زبانوں کا اشتراک ثابت کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام زبانیں ایک مشترکہ ماخذ سے نکلی ہیں۔

دوم: آپ نے ثابت کیا کہ وہ مشترکہ ماخذ جس سے موجودہ زبانیں نکلی ہیں وہ عربی زبان ہے جس کے لئے آپ نے عربی کے مفردات کے نظام — اس کی تراکیب کے نظام — اس کے اشتقاق کے نظام — اس کی تراکیب اور الفاظ کے مقابل پر معانی کی وسعت اور — اس کے بنیادی اسماء کی حکمت کو پیش کیا ہے۔

سوم: آپ نے یہ ثابت کیا کہ عربی زبان الہامی زبان ہے یعنی اس کا آغاز خدا کی طرف سے بذریعہ الہام ہوا تھا۔

ان ہر سہ مراحل کا ثبوت آپ نے توراۃ انجیل، قرآن مجید اور احادیث سے دیا ہے آپ نے فرمایا کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ "ابتداء میں دنیا کی ایک ہی بولی تھی" اور پھر بابل (یعنی عراق عرب) میں ان کی بولی میں اختلاف پیدا ہوا۔ نقشہ عالم میں بابل عرب کا ہی علاقہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ اختلاف سے قبل کی زبان عربی ہی تھی اور یہ وہ زبان ہے جو تغیر و تبدل سے پاک ہے جیسا کہ مشہور فائلوجسٹ (ماہر علم اللسان) پروفیسر وٹنی نے اپنی کتاب Study of Language (سٹڈی آف لینگوئج) میں تسلیم کیا ہے کہ عربی زبان عرصہ دراز کے باوجود تغیر و تبدل سے پاک ہے۔

قرآن مجید نے مکہ کو اُمّ القریٰ اور خانہ کعبہ کو خدا کا پہلا گھر قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ خدا نے آدم کو ابتدائی زبان کے تمام مفردات بذریعہ الہام سکھائے اور جبکہ اُمّ القریٰ عرب میں ہے اور خدا کا ابتدائی گھر بھی عرب میں ہے تو ابتدائی زبان جو آدم کو خدا نے سکھائی وہ بھی عربی ہی ٹھہری۔ دوسری دلیل اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے بھی ویسے ہی اسماء سکھلائے جیسے کہ آدم کو سکھلائے اور سب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی نبی تھے اور بجز عربی کے اور کوئی زبان نہیں جانتے تھے پس ثابت ہوا کہ وہ زبان جو ابتداء میں حضرت آدم علیہ السلام کو سکھلائی گئی اور جو اُمّ الالسنہ کہلانے کی حقدار ہے وہ عربی زبان ہے۔ قرآن مجید پر غور کرنے سے عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کی ایک اور دلیل جو معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا وہ کلام جو سب دنیا کے لئے نازل ہونا تھا اس زبان میں نازل ہونا چاہیے تھا جو اپنی [illegible] کے لحاظ سے دنیا کی زبان ہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ [illegible] ہر ایک نبی [illegible] اپنی زبان میں اس پر کتاب نازل کرتے ہیں [illegible] کی طرف وہ مبعوث ہوا۔ پس رسول کریمؐ جو سب دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے تو ان کی طرف اس زبان میں کلام الٰہی نازل ہونا چاہیئے تھا جو بوجہ اُمّ الالسنہ ہونے کے سب دنیا کی زبان کہلا [illegible]۔

پس عربی زبان ہی اُمّ الالسنہ ہے اور یہ وہ کامل و مکمل زبان ہے جو الہاماً خدا کے نبی کے ذریعہ سکھائی گئی اور اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ اس میں تمام قسم کے وہ مفردات پائے جاتے ہیں جن کی نوع انسانی کو ضرورت ہے خواہ وہ کسی بھی معنی کو باندھنے کیلئے ہوں مثال کے طور پر انسان کے ماں کے رحم میں داخل ہونے سے اس کی وفات تک کے مراحل کی تعیین کے لئے جس قدر مفردات عربی زبان میں ہیں دنیا کی کسی اور زبان میں نہیں یعنی ماں کے رحم میں جانے کے بعد نطفہ کہلاتا ہے جب زندگی کا نشان ترقی کرنے لگتا ہے تو علقہ کہلاتا ہے اور جب ایک لقمہ کے اندازے کے مطابق ہوا تو مضغہ اور جب ذرا سختی پیدا ہوئی تو عظام کہلانے لگا۔ ایسا ہی جب حُسن پیدا ہوا تو لحم اور جب نفاست پیدا ہوئی تو نقش کہلایا اور اس سارے مجموعے کا نام خلیق رکھا گیا۔ اسی طرح پیدا ہونے کے بعد ولید جس وقت ماں کی طرف جھکا تو صبی اور جب دودھ پینے لگا تو رضیع کہلایا دودھ چھوڑنے کے بعد فطیم یا فطیم کہلایا پھر ذرا نشوونما کے بعد دارج جب چار بالشت کا ہوا تو رباعی پانچ بالشت کا ہوا تو خماسی۔ جب دانت جھڑے تو مثغور اور دوبارہ اُگے تو متغر نام رکھا گیا۔ جب دس برس کا ہوا تو مترعرع۔ جب محتلم ہوا تو یافع اور مراہق اور کمال جوانی کو پہنچا تو حزور تیس سال سے چالیس سال کی عمر تک شاب ساٹھ سال کی عمر میں کہل اس کے بعد شیخ۔ خرف اور جب موت سے ہمکنار ہوا تو متوفی کہلایا۔

(منن الرحمٰن صفحہ ۳۰، ۱۲۴)

عربی زبان کی اس قدر وسعت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ عربی اور صحیفہ فطرت میں طبعی تطابق واقع ہیں گویا یہ دو [illegible] خدا تعالیٰ کی طرف سے سراپا مقابلہ میں یا ایک ہی منبع میں سے دو چشمے نکل رہے ہیں پس فطرت انسانی اس کو اُمّ الالسنہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے لیکن اس کے مقابلہ میں دیگر زبانوں میں اس قدر مفردات کہاں؟ اگر چند ہیں تو وہ قلیل و در قلیل ہیں سے عربی زبان کے کسی نہ کسی لفظ سے متعلق نظر آتے ہیں۔ مثلاً رگوید جس کا پہلا لفظ اگنی یعنی آگ ہے وہ در حقیقت اجیج ہے جو عربی ہے عربی میں اجیج اور تاجج آگ بھڑکانے کو کہتے ہیں اور یاجوج ماجوج اس قوم کا نام ہے جو آگ سے کام لیتی ہے۔ یہ تو ایک مثال ہے ورنہ ہر زبان کے لاکھوں الفاظ ایسے ہیں جن کا عربی کے کسی نہ کسی لفظ سے تعلق ہے خواہ وہ الفاظ مصادر میں سے ہوں یا مشتقات میں سے۔ یہ طویل ذکر اس چھوٹے سے مضمون میں نا ممکن ہے اس لئے مشہور ادیب اور مفکر جرجی زیدان کی تصنیف "الفلسفة اللغوية" جو بیروت سے ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم لاہوری کی کتاب "اُمّ الالسنہ" جو لاہور سے ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی قابل مطالعہ ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ لفظ عرب کے معنی ہی فصیح و بلیغ کلام کے ہیں اور "اَعْرَبَ الرَّجُلُ" اسی وقت کہتے ہیں جب کوئی شخص فصیح کلام کرنے پر قادر ہو پس عربی زبان کا روٹ (اصل) ہی فصاحت پر دلالت کرتا ہے اور یہ وہ لفظ ہے جس کا ذکر توراۃ میں بھی انہیں معنوں میں پایا جاتا ہے پروفیسر میکسمولر نے اس کو قرآن مجید کی تنگدلی قرار دیا ہے جو اس نے خود کو عربی اور دوسروں کو عجمی کہا ہے۔ دیکھئے پروفیسر موصوف کی کتاب "Science of Language" مگر اس موقع پر وہ اپنی الہامی کتاب توراۃ کو بھول گئے جس نے خود لفظ عرب کا استعمال کر کے اس زبان کے فصیح و بلیغ ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب "منن الرحمٰن" میں اس شخص کے لئے جو عربی کے علاوہ کسی اور زبان کو اُمّ الالسنہ ثابت کرے ۵۰۰/- روپیہ بطور انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔ (منن الرحمٰن صفحہ ۱۱) حضور کی یہ علمی تحقیق دراصل اس غرض کے لئے تھی کہ آپ قرآن مجید کی حقانیت اور اس کا منجانب اللہ ہونا ثابت کریں نیز آپ نے عربی زبان کو اُمّ الالسنہ ثابت فرما کر قرآن مجید کی صداقت کے دلائل ایک اور روشن دلیل کا اضافہ فرمایا جس کا چودہ سو سال سے اب تک کسی عالم دین کو پتہ نہ تھا یہ تحقیق ایک ایسی بے نظیر تحقیق ہے جو علمی دنیا کے نقطۂ نظر کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لئے ایک عظیم ہتھیار ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید عالمگیر الہامی شریعت ہے۔

(اس سلسلہ میں مکمل معلومات کے لئے حضور علیہ السلام کی کتاب "منن الرحمٰن" کا مطالعہ از حد ضروری ہے)

☆

اصحابِ احمد علیہ السلام کی شاندار قربانیاں!

از مکرم مولوی عبد السلام صاحب طاہر مربی سلسلہ کراچی

مثیلِ صحابہؓ جماعت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا
مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔
(سورۃ الجمعۃ)

سورۂ جمعہ کی ابتدائی آیات کریمہ اپنے اندر دو خوشخبریاں لئے ہوئے ہیں۔

(۱) ایک خوشخبری حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ظلّی و بروزی طور پر بعثت ثانیہ کی پیشگوئی پر مشتمل ہے۔

(۲) اور دوسری خوشخبری اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہم رنگ۔ ہم صفت ظل اور مثیل جماعت کے پیدا ہونے کی خبر پر مشتمل ہے۔ اور ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ فیضِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ظلِ محمدؐ پیدا ہو گا۔ اور ظلِ محمدؐ سے ظلِ صحابہؓ جماعت پیدا ہوگی۔ یہی وہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہرِ اتم اور بروزِ اکمل ہے جس کو احادیث میں مسیح موعود و مہدی معہود کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور جس کے ذریعہ مثیلِ صحابہؓ جماعت کا پیدا ہونا مقدر بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جن کو خدا تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

اور جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی سیرت کا ایک نمونہ اور تابناک پہلو جو ہماری نظروں کے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ ؎

صدق کو جب پایا اصحاب رسول اللہ نے
ان پہ مال و جان و تن بڑھ بڑھ کے کرتے تھے نثار

اور جب اس پہلو سے ہم اصحاب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو دل بے اختیار ہو کر کہہ اٹھتا ہے کہ ؎

یہی ہے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِي أَخْزَى الْأَعَادِي

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ نے جن شاندار قربانیوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اسلام کی نشاۃ اولیٰ میں جس فدائیت و جانفشانی کا مظاہرہ کیا تھا چودہ سو سال کے بعد اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں پھر وہی صحابہؓ دوبارہ اپنی اسی فدائیت وجاں نثاری کے جوہر دکھانے کے لئے آموجود ہوئے ہیں۔

اصحاب مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان قربانیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ مگر اس فرصت میں میں صرف چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

بسر تسلیم خم

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اصحاب میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے۔ جس سے درحقیقت ان کے اس عظیم جذبۂ عشق و وفا اور ولولہ فدائیت و ایثار کی نشان دہی ہوتی ہے۔ جس سے ان کے قلوب معمور تھے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور آپ کی صحبتِ مقدسہ سے مستفیض ہونے کے لئے آپ کے صحابہؓ اکثر قادیان آتے رہتے تھے۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ حضورؑ اپنے بعض صحابہؓ سے مزید ٹھہرنے کی خواہش کرتے یا اشارہ کرتے تو وہ بلا چون وچرا اور بغیر کسی عذر اور حیلہ جوئی کے تا وقتِ اجازت ٹھہر جاتے ہیں۔ خواہ اجازت ہفتوں، مہینوں یا سالوں کے بعد ہی کیوں نہ ملے یا نہ ہی ملے۔ وہ بہر صورت بلا خوف و خطر حضورؑ کی منشاء پر سرِ تسلیم خم کر دیتے۔

صدیقِ احمدیت

اس قسم کی فدائیت و وفا کا بہترین نمونہ ہمیں صدیقِ احمدیت حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نظر آتا ہے۔

قادیان میں رہائش پذیر ہونے سے قبل کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بھیرہ میں بڑے وسیع پیمانہ پر ہسپتال کھولنے کا عزم فرمایا۔ اور ایک عالی شان عمارت کی تعمیر شروع کروائی۔ ابھی یہ عمارت نا تمام ہی تھی کہ آپ کو کچھ سامان عمارت خریدنے کے لئے لاہور جانا پڑا۔ قادیان چونکہ لاہور سے قریب تھا۔ اس لئے آقا کی یاد ستانے لگی۔ تو آپ قادیان تشریف لے گئے۔ چونکہ پیچھے بڑے وسیع پیمانہ پر عمارت کا کام جاری تھا اس لئے آپ نے تھوڑی واپسی کی شرط سے یکہ کرائے پر لے کر قادیان پہنچے۔ اور حضورؑ کی خدمت میں حاضری کا شرف پایا۔ قبل اس کے کہ آپ حضورؑ سے واپسی کے لئے اجازت طلب فرماتے۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

”اب تو آپ فارغ ہو گئے ہیں“

حضرت مولوی صاحب اپنے آقا کی منشاء سمجھ کر اُٹھے اور یکے والے کو یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ

”تم چلے جاؤ آج رخصت لینا مناسب نہیں“

پھر اگلے روز حضورؑ نے فرمایا:۔

”مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہوتی ہوگی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلا لیں“

حضرت مولوی صاحب نے حسب ارشاد ایک بیوی کو بلا لیا۔

پھر چند روز کے بعد حضورؑ نے فرمایا:۔

”آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے آپ اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں“

حضرت مولوی صاحب نے کتب خانہ بھی منگوالیا۔ چند دنوں کے بعد پھر حضورؑ نے ارشاد فرمایا:۔

”دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس ہے اور پرانی ہے۔ اس کو ضرور بلالیں“

آپ نے دوسری بیوی کو بھی بلالیا۔ یہاں تک کہ ایک روز حضورؑ کی زبانِ مبارک یوں گویا ہوئی کہ:۔

”مولوی صاحب اب آپ اپنے وطن کا خیال بھی دل میں نہ لائیں“

آپ نے اس پر بھی سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اور اپنے وطن عزیز کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ کر قادیان میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ آپ نے صرف اپنے وطن کو ہی الوداع نہیں کہا۔ بلکہ اپنے وطن کے خیال کو بھی الوداع کہہ دیا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ

”میں بہت ڈرتا کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں بھیرہ نہ جاؤں۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے“

اللہ! اللہ!! کتنا صدق و وفا ہے کہ یہ شمعِ احمدیت کا پروانہ فکرمند ہوتا ہے کہ میں نے بھیرہ جانا تو چھوڑ دیا۔ لیکن اب جب تک بھیرہ کا خیال اور اس کی یاد بھی دل سے نہیں نکلتی تعمیلِ ارشاد کی تکمیل نہ ہو گی۔ خدا نے آپ کو اس مہم میں بھی کامیاب فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

”خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہیں آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہو گئے“

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۶۲)

لاریب آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ

قد اقتفاک اولو النھی و بعدہم
ودعوا تذکر معھد الاوطان

یہ تو ایک واقعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے عاشقانہ اور فدائیانہ واقعات سے آپ کی زندگی بھری پڑی ہے۔ آپ کے ایسے ہی جذبۂ ایثار و فدائیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

”ہمیں یقین ہے کہ اگر ہم مولوی صاحب کو یہ بھی کہیں کہ آگ میں گھس جاؤ اور پانی میں کود جاؤ تو ان کو کوئی عذر نہ ہو گا“

(حیاتِ نور صفحہ ...)

اور آپ کی پُرخلوص زندگی کو مشاہدہ میں رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تمنا کا اظہار فرمایا تھا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ

اسی طرح حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جبکہ آپ اپیل نویس تھے۔ ایک دفعہ تین یوم کی رخصت ہونے پر آپ شوقِ زیارت میں قادیان تشریف لے گئے۔ آپ اس واقعہ کو خود یوں بیان فرماتے ہیں:۔

”تین دن کی تعطیل ہو گئی دیوانی مقدمات کی مسلیں میرے پاس تھیں۔ میں مسلیں صندوق میں بند کر کے قادیان چلا گیا۔ وہاں پر جب تیسرا دن ہوا۔ میں نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؑ تعطیلیں ختم ہو گئی ہیں۔ اجازت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ میں ٹھہر گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد منشی اروڑا خان صاحب کا خط آیا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔ مسلیں ندارد ہیں تم فوراً چلے آؤ۔ میں نے وہ خط حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا لکھ دو ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ میں نے یہی الفاظ لکھ دیئے کہ انہیں میں برکت ہے۔

پھر کپورتھلہ سے جو خط آتا میں بغیر پڑھے پھاڑ دیتا ...... ایک مہینہ کے بعد ...... آپ نے ...... آپ جائیں۔ میں کپورتھلہ آیا اور محلہ والوں نے بتایا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔ میں شام کو مجسٹریٹ کے مکان پر گیا کہ جو کچھ کہنا ہے وہاں کہہ دے گا۔ اس نے کہا کہ آپ نے بڑے دن لگا دیئے ...... میں نے کہا حضرت صاحب نے نہیں آنے دیا تھا۔ اس نے کہا کہ ان کا حکم تو مقدم ہے۔ تاریخیں ڈالتا رہا ہوں۔ مسلیں اچھی

طرح دیکھ لیتا اور لیں "
(اصحاب احمد جلد ۵)

حضرت عبداللہ صاحب سنوری رضی

ایسی ہی فدائیت کی جھلک ہمیں حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ میں بھی نظر آتی ہے۔ ایک دفعہ رخصت پر آپ قادیان تشریف لائے۔ رخصت ختم ہونے پر حضور سے رخصت چاہی تو ارشاد ہوا کہ

"ابھی ٹھہر جاؤ"

اس پر حضرت مولوی صاحب نے مزید رخصت کے لئے لکھ دیا۔ لیکن محکمہ والوں نے لکھ دیا کہ مزید رخصت نہیں مل سکتی۔ آپ نے اس کا ذکر حضورؑ کی خدمت میں کیا۔ تو پھر یہی ارشاد ہوا کہ

"ابھی ٹھہر جاؤ"

یہ عاشق مہدیؑ لکھ دیتا ہے کہ میں ابھی نہیں آسکتا۔ اس پر محکمہ والوں نے آپ کو ڈسمس کر دیا۔ چند دن بعد آپ حضورؑ کی اجازت پر واپس آتے ہیں۔ ادھر تصرف الٰہی یوں ہوتا ہے۔ کہ محکمہ والے یہ سوال اٹھا دیتے ہیں کہ جس افسر نے ان کو ڈسمس کیا ہے۔ اس کو یہ اختیار ہی نہیں۔ اس طرح آپ پھر ملازمت پر بحال ہو جاتے ہیں نہ صرف بحال ہوتے ہیں بلکہ چھ ماہ کے عرصہ میں جو قادیان میں رہے تھے اس کی بھی تنخواہ مل جاتی ہے واقعی مسیح اور برحق ہے کہ

"جے توں میرا ہو رہیں سب جگ
تیرا ہو"

جاں نثاری

قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہوگا کہ پروانہ شمع پر جل مرنے کو قبول کر لیتا ہے۔ لیکن اس سے الگ ہونا قبول نہیں کرتا۔ آئیے میں آپ کو احمدیت کے ایسے ہی جاں نثار پروانے دکھاؤں۔ جنہوں نے شمع احمدیت پر اپنی جانوں کو فدا و قربان کر دینا قبول کر لیا۔ لیکن اس سے الگ ہونا قبول نہیں کیا۔ انہوں نے نور صداقت کو چھوڑ کر ظلمت باطل کی طرف لوٹنا گوارا نہیں کیا۔

شہید اوّل حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ

حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکومت افغانستان اس جرم میں گرفتار کرتی ہے۔ کہ انہوں نے کیوں مسیح موعودؑ کے حلقۂ بیعت میں قدم رکھا ہے۔ آپ کو موت کی دھمکی دی جاتی ہے۔ اور جاں بخشی کی ایک ہی صورت بتائی جاتی ہے کہ بیعت سے توبہ کر لو۔ حتیٰ کہ آپ کے گلے میں کپڑا ڈالا جاتا ہے۔ اور گلا گھونٹ کر مار دیئے جانے کا انذار کیا جاتا ہے۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ جن کی آنکھ قمر منیر کو دیکھ چکی تھی۔ جس کا دل نور یقین سے معمور ہو چکا تھا اور جو دل میں اپنے آقا سے یہ اقرار کر رہا تھا۔

جان جائے گی پر چھوٹے گا نہ دامن تیرا
اور جو اپنے خدا سے یہ التجا کر رہا تھا کہ

نکل جائے مری جاں خواہ تن سے
نہ دل سے پر مرے ایمان نکلے

وہ بھلا موت کے خوف سے کب دب سکتا تھا۔ اس کے پائے ثبات میں کیونکر لغزش آسکتی تھی۔ تب ظالم آپ کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔ اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افغانستان میں علاقہ خوست کے رئیس اعظم تھے اور علماء ملک کے سرتاج سمجھے جاتے تھے۔ جب آپ بیعت مسیح موعودؑ سے مشرف ہو کر قادیان سے اپنے ملک مراجعت فرماتے ہیں تو پولیس ہتھکڑیاں لئے ہوئے آپ کا استقبال کرتی ہے۔ اور آپ کے نرم و نازک ہاتھوں کو ہتھکڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ امیر کابل خواہش کرتے ہیں۔ کہ مہدیٔ قادیانی کی بیعت سے انکار کر دو۔ تو معافی دے دی جائے گی۔ جواب ملتا ہے کہ اب تو یہ عاجز شمع احمدیت کا پروانہ بن چکا ہے۔ اب تو جان جسم سے ... لیکن یہ پروانہ اس شمع سے جدا نہیں ہو سکتا۔ تب امیر کے حکم سے آپ کو گردن سے لے کر قدموں تک پونے دو من وزنی زنجیروں سے جکڑ کر قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور مسلسل چار ماہ تک آپ کو اسی المناک حالت میں رکھا جاتا ہے۔ لیکن آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آتی ہے اور آپ کوہ استقامت بنے رہتے ہیں۔ اور اس دوران بیسیوں دفعہ امیر کابل خواہش کرتا ہے کہ توبہ کر لو۔ عزت سے رہا کئے جاؤ گے۔ لیکن ہر دفعہ ایسے ہی جواب ملتا رہا کہ جو دل نور حق سے معمور ہو اس میں ظلمت باطل داخل نہیں ہو سکتی۔ تب علماء فتویٰ کفر نافذ کرتے ہیں۔ اور امیر حکم سنگساری صادر کرتا ہے۔ پھر فتوئے کفر معہ حکم سنگساری ایک بڑے کاغذ پر لکھ کر آپ کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں ہوتی بلکہ بڑی بے رحمی سے ناک کو چھید کر اس میں رسی ڈالی جاتی ہے۔ اب دل ہلا دینے والا اور جسم کو کپکپا دینے والا منظر ہے۔ کہ گردن سے قدموں تک زنجیر پڑا ہوا ہے۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں گلے میں فتووں کا چارٹ لٹکا ہوا ہے۔ ناک کی رسی اوباشوں کے ہاتھ میں ہے اور ایک بڑے جلوس کی شکل میں کابل کی گلیوں اور بازاروں میں سے کھینچتے گھسیٹتے اور دھکیلتے ہوئے مقتل میں لے جاتے ہیں۔ اور اس ایمان کے بادشاہ کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے۔ امیر کابل پھر توبہ کی خواہش کرتا ہے لیکن صد آفرین ہے اس مرد عاشق پر کہ اب بھی یہی جواب دیتا ہے کہ

چھوٹ سکتا ہی نہیں ہاتھوں سے دامان رسول
ٹوٹ جائے جسم و جاں کا رشتہ نا پائدار

امیر کابل آگے بڑھتا ہے۔ اور قریب ہو کر کہتا ہے کہ میرے کان میں ہی کہہ دو۔ مگر سید عبداللطیف شہید جس کو ایمان حاصل تھا۔ اور جس کو ابواب جنت کھلے نظر آرہے تھے۔ جواب دیتا ہے کہ مجھ سے اس کی امید نہ رکھو۔ تم نے جو کرنا ہے جلدی کرو۔ جنت کے دروازوں پر فرشتے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ تب پہلا پتھر قاضی اور دوسرا پتھر امیر کابل مارتا ہے۔ پس پھر کیا تھا کہ پتھروں کی بارش برسنے لگتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک معصوم اور چاند سا مکھڑا پتھروں کے ڈھیر میں نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح آپ جام شہادت نوش فرما جاتے ہیں۔

وقار آدمیت کو درخشاں کر دیا تو نے
ہر دے شمع ملت کو فروزاں کر دیا تو نے

امانت کی منتقلی

یہ وہ عاشقین حق کا گروہ تھا جو ستارے بن کر آسمان پر چمکا۔ اور اب ایک ایک کر کے غروب ہو گیا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ غروب ہوتے زبان حال سے ہمیں یہ نصیحت کرتے رہے کہ

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

انہوں نے جس امانت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اٹھایا تھا اس کو کما حقہ نبھایا اور ہر قسم کی قربانی دیکر اس کی خوب حفاظت کی اور آخر دم تک کی۔ اور اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اگر ان کو کوئی غم تھا تو اسی امانت کی حفاظت کا غم تھا۔ سو وہ گزر گئے اور اس امانت کا سب بار اب ہم پر آن پڑا ہے۔ اب اس کی حفاظت کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ سو اٹھو اور ان کی جگہ لو۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کمال فدائیت و ایثار سے دنیا کو آج یہ بتایا تھا کہ آج بھی دنیا میں ابو بکرؓ زندہ ہے۔ عمرؓ زندہ ہے۔ عثمانؓ زندہ ہے۔ علیؓ زندہ ہے۔ حسینؓ زندہ ہے۔ خالدؓ زندہ ہے۔ اور دیگر صحابہؓ رسول اللہ زندہ ہیں اور اے شمع خلافت ثالثہ کے پروانو تم اپنی کمال فدائیت و ایثار سے دنیا پر یہ ثابت کر دو کہ آج بھی نور الدینؓ ہے۔ محمودؓ زندہ ہے۔ عبداللطیفؓ زندہ ہے۔ منشی ظفر احمدؓ زندہ ہے۔ منشی اروڑے خانؓ زندہ ہے۔ اور دیگر اصحاب احمدؑ زندہ ہیں۔ اگر تم نے اس طرح کر دکھایا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایسا ہی کر کے دکھائیں گے تو پھر یقین سمجھو کہ وہ وقت دور نہیں بلکہ قریب ہے کہ جب اسلام کی عالمگیر فتح کا جھنڈا تمہارے ہاتھوں میں ہوگا اور ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

موعود اقوام عالم بقیہ ص ۱۲

نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر موعود اقوام عالم کے ثبوت میں جو پر شوکت تحریریں پیش فرمائی ہیں ان میں سے بعض کا اس مقام پر پیش کر دینا مناسب ہوگا۔ فرمایا:۔

"وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کیلئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود ہے ...... اور اس جگہ ایک اور راز درمیان میں ہے کہ جو صفات کرشن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہی صفات مسیح موعود کے ہیں۔ صرف قومی اصطلاح میں تغایر ہے"۔ (لیکچر سیالکوٹ)

"جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی رسول خدا تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرایوں میں اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر آخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۰)

فرمایا:۔ "خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے"۔
(چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

آج سائنس نے تمام دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لاکر ضرور کھڑا کر دیا ہے لیکن اس کے بعد اس نے جو ترقی کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک بے نظیر تباہی کے کنارے پر دنیا کو کھڑا کر دیا ہے۔ اور اس کی حالت ایسی ہی ہے جیسے جسم میں سے جب روح نکل جاتی ہے تو جسم سڑنے لگتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر ہزار ٹھوکریں کھانے کے بعد مادہ پرست سائنسی دنیا۔ موعود اقوام عالم کی آغوش میں آئے گی تب حقیقی امن دنیا میں قائم ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا نے ...... مجھے خبر دی کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی ایک درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں"۔
(تذکرہ ص ۲۳۴)

الحمد للہ پُرسوز اجتماعی دُعا کے ساتھ

منارۃ المسیح کی تزئین کا کام شروع ہوگیا!

قادیان ۶ امان (مارچ) آج ساڑھے دس بجے صبح احباب قادیان مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے۔ اور محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے لمبی پُرسوز اجتماعی دُعا کے ساتھ منارۃ المسیح کی تزئین کے سلسلہ میں ابتدائی کام کا افتتاح فرمایا۔

محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے جن کے سپرد منارۃ المسیح کی تزئین کا کام کیا گیا ہے، سنگِ مرمر کی پلیٹنگ کرنے والے ماہرین سے بات چیت طے کرنے کے بعد اپنے نمائندہ مکرم بشیر الدین احمد صاحب کو حیدرآباد سے قادیان بھجوایا تاکہ یہاں پر منارۃ المسیح کی پُرانی سفیدی کی چھلائی کا کام شروع کرا دیا جائے۔

اجتماعی دُعا سے قبل محترم حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ منارۃ المسیح شعائر اللہ میں سے ایک مقدس امانت اور حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح محمدیؑ کی صداقت کا ایک ظاہری نشان ہے۔ اب اس کی پلیٹنگ کے سلسلہ میں پہلا مرحلہ شروع ہو رہا ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کام کرنے والوں کی صحیح رہنمائی فرمائے اور انہیں نہایت عمدگی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق بخشے۔

دُعا کے بعد سب سے پہلے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے اوزار ہاتھ میں لے کر تھوڑے سے حصے کی چھلائی کی بعدہٗ صدر انجمن احمدیہ کے ناظران و افسران صیغہ جات اور بیرونجات سے آئے ہوئے مہمانان نے تھوڑی تھوڑی سفیدی اُتاری اور اس طرح پُرانی سفیدی کے اُتارے جانے کا کام شروع ہوگیا۔ خوشی کے اس موقعہ پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اُمید ہے مارچ کے آخر تک سنگِ مرمر کی تیار شدہ پلیٹیں بھی آنی شروع ہو جائیں گی۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

احباب دُعا فرمائیں کہ یہ تمام مراحل بفضلہ تعالیٰ بحسن و خوبی انجام پاکر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاءِ مبارک کے مطابق منارۃ المسیح کی تزئین کا کام مکمل ہو جائے۔ اللّٰھُمّ آمین ٭ (نامہ نگار)

اخبارِ قادیان

- مورخہ ۶ مارچ کو مسجد مبارک میں بعد نمازِ عشاء محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیرِ صدارت لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی تلاوتِ قرآن مجید اور مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ایڈیشنل ناظر اُمورِ عامہ نے ۶ مارچ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض جلالی پیشگوئیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں احباب اور بچوں کے علاوہ پردہ کی رعایت سے مستورات بھی شریک ہوئیں۔
- مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ایڈیشنل ناظر امورِ عامہ جو بعض جماعتی کاموں کے سلسلہ میں دورہ پر تھے۔ مورخہ ۴ مارچ ۸۰ء کو واپس تشریف لے آئے ہیں۔
- مکرم الیاس خان صاحب مع اہلیہ و والدہ محترمہ نیز عبدالمومن صاحب قریشی نیروبی کینیا سے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کی غرض سے مورخہ ۷/۳/۸۰ کو قادیان تشریف لائے اور ۸/۳/۸۰ کو واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے نیک مقاصد کو پورا فرمائے۔ آمین ٭
- محترمہ مائی عالمہ بی بی صاحبہ بیوہ مکرم بابا جلال الدین صاحب درویش مرحوم کے پیر کی ہڈی میں پھسل جانے کی وجہ سے فریکچر آگیا ہے۔ پیر پر پلستر لگوایا گیا ہے۔ احباب موصوفہ کی کامل صحت کیلئے دُعا فرمائیں۔
- مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش سینہ کی تکلیف کی وجہ سے کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب موصوف کی کامل صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔
- محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ بنگال اور اُڑیسہ کے تبلیغی دَورہ سے مورخہ ۹/۳/۸۰ کو واپس قادیان تشریف لائے ہیں۔

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

کے ساتھ پیش کرتے چلے جائیں۔

الغرض یہ تمام اہم اُمور ہم سے ہماری زندگی کے ہر شعبہ میں ایک ایسی پاکیزہ رُوحانی تبدیلی اور مکمل عملی اصلاح کا تقاضا کر رہے ہیں جو رُوحانی جماعتوں کا طُرّۂ امتیاز ہوتی ہیں۔ اور الٰہی جماعتوں کی یہی پاکیزہ تبدیلی بالآخر ان کے اپنے حلقۂ اثر میں ایک عظیم الشان رُوحانی انقلاب کی داعی بنتی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اِسی امر کی جانب اپنی جماعت کی توجہ مرکوز کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں:—

> "ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے، جس میں تبدیلی نہیں وہ "مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی" کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دِل میں ہے وُہ ابھی پیدا نہیں ہُوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے " لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ "۔ مَیں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری غرض یہ ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات کے جھگڑے اور مباحثے کرتے پھریں۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو۔ اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اِس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اِس راز کو سمجھے۔ اور ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ وُہ کہہ سکے کہ مَیں اَور ہُوں "۔
>
> (الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ارشادِ الٰہی " اَوْفُوْا بِعَھْدِیْ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ " (البقرہ: ۴۱) کی روشنی میں اپنے مقدس عہدِ بیعت کے تمام تقاضوں کو کماحقہٗ طریق پر پُورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عظیم وعدوں اور اس کی مہتم بالشان آسمانی بشارات کے مورد بنتے چلے جائیں اور ہمارے ذریعہ تائیدِ حق و اعلائے کلمۂ اسلام کی راہیں کُشادہ و ہموار ہونے کے نتیجہ میں اسلام دُنیا میں غالب آتا چلا جائے۔ آمین ٭

خورشید احمد انور

REGD. NO. P/GDP. 3.
PHONE NO 35

THE WEEKLY **BADR** QADIAN—143516

MASEEH-E-MAUD NUMBER

تم باتوں کے ساتھ نہیں صرف صدق، اخلاص اور تقوٰی کے ساتھ نجات حاصل کر سکتے ہو

تکمیلِ دین کے لئے اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اپنے آپ کو جوانوں کی صورت میں لے آؤ!

جماعت احمدیہ کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم

"تم نے حق کو پالیا اور تم امن کے مقام پر پہنچ گئے۔ تم دنیا کے لوگوں کے پاس میرے گواہ بن جاؤ۔ کیا تم میرے نشانات کے گواہ نہیں ہو، یا تمہارے دل میں کوئی شبہ ہے۔ تم میں سے کون ہے وہ جس نے میرا کوئی نشان نہ دیکھا ہو۔ پس اے جوانو! مجھے جواب دو۔ مجھے میرے رب کی طرف سے معارف دیئے گئے پھر وہ میں نے تم کو سکھائے۔ اور ان کے ساتھ میں نے ذہنوں کو صیقل کیا۔ تم میں ان گرہوں کو کھولنے کی قوت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم میں وہ شخص ہوں جس کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے ہدایت جاری کی۔ اور میری پیٹھ پر اپنی دعا کا نطاق باندھا۔ پس میں نے تھکن میں راحت اور دوزخ میں جنت کو پایا۔ پس جس نے موت کو اختیار کیا وہ زندگی پائے گا۔ پس تم اپنی زندگی کو معمولی قیمت کے عوض فروخت نہ کرو۔ اور اپنی ہتھیلی سے نقدی کو مت پھینکو۔ اور تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو دنیا پر مائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس حالت میں مرو کہ تم مسلمان ہو۔ میں نے اللہ کے لئے موت کو اختیار کیا۔ پس تم اسی کے لئے بیماری کو اختیار کرو۔ میں نے اس کے لئے ذبح ہونا قبول کر لیا۔ پس تم اس کے لئے رنج و تعب اٹھانا قبول کرو۔ اور اے عقلمندو جان لو کہ تم باتوں کے ساتھ نہیں، صرف صدق، اخلاص اور تقوٰی کے ساتھ نجات حاصل کر سکتے ہو۔ کامیابی تمہاری لاغری پر موقوف ہے۔ اور تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک تم سوئی کے ناکہ میں داخل نہ ہو جاؤ۔ پس تم تقوٰی کے لئے اپنی احتیاط کو ترک کر دو۔ اور خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے حجروں کے کونوں اور جنگلوں میں ہاتھ پاؤں مارو۔ اپنے قرضخواہ کا قرض ادا کرو تا تم قید میں نہ پڑو۔ اپنے فرائض کو ادا کرو تا تم سے ان کے متعلق سوال نہ کیا جائے اور حقائق کو تلاش کرو تا تم خطا نہ کرو۔ کسی کی عیب چینی نہ کرو تا تمہاری عیب چینی نہ کی جائے۔ تم سختی نہ کرو تا تم پر سختی نہ کی جائے۔ اے اللہ کے بندو دوسروں پر رحم کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اور اللہ کے مددگار بن جاؤ اور اس کی طرف جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بیعت کی وجہ سے تمہارے تھوڑے یا زیادہ مال اور عزتوں اور نفوس کا مالک ہو گیا ہے۔ اور ان کے عوض اس نے تمہاری اپنی رضا عطا کی ہے۔ پس تم اس بیعت پر مضبوطی سے قائم رہو تا تمہیں عطاؤں اور نعمتوں کی پوشاکیں پہنائی جائیں۔ اور تمہیں دوستوں میں داخل کر لیا جائے۔ تکمیلِ دین کے لئے اپنی ہمتوں کو بلند کرو۔ اور اپنے آپ کو جوانوں کی صورت میں لے آؤ۔ چاہے تم شیخ فانی ہی کیوں نہ ہو۔ اے جوانو اپنی موت کو یاد کرو۔ اور نشہ میں بدمست لوگوں کی طرح ناز و نخرہ نہ کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ لوگوں نے ہر بات میں مال کو اپنا مقصود قرار دے لیا ہے۔ اور اگر مال حاصل نہ ہو تو وہ دین کو مصیبت قرار دیتے ہیں۔ دین میں ان کی ہمتیں صرف نفسانی خواہشات باندھتی ہیں۔ اور وہ انہیں اسی شرط کے ساتھ قبول کرتے ہیں ورنہ انکار کر دیتے ہیں ...... ایمان دلوں سے نکل گیا ہے۔ اور نفوس گناہوں سے بھر گئے ہیں۔ پس تم اس حاجت براری کے لئے کوشش کرو۔ اور اسی کی طلب اور تلاش کے لئے اپنی قوتوں کو پوری طرح عمل میں لاؤ۔"

(مواہب الرحمٰن ترجمہ از عربی صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۸)